حیاتِ انبیاء

علیہم الصلاۃ والسلام



عربی تصنیف

علامہ افتخار احمد قادری مصباحی

اردو ترجمہ وتلخیص

مفتی شمشاد احمد مصباحی برکاتی



احسن العلماء پبلیکیشن

دارالعلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ

حیاتِ انبیاء

علیہم الصلاۃ والسلام

عربی تصنیف: حضرت علامہ افتخار احمد قادری مصباحی

شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ

اردو ترجمہ و تلخیص

حضرت مولانا حافظ شمشاد احمد مصباحی برکاتی مفتی دارالعلوم ہذا

ناشر

احسن العلماء پبلیکیشن

دارالعلوم قادریہ غریب نواز۔ پوسٹ بکس نمبر 3727

لیڈی اسمتھ 3370 کے۔ زیڈ۔ ناٹال۔ ساؤتھ افریقہ

فون نمبر: 0027, 36, 6357863

فیکس: 6378633 // //

موبائل: 0027, 835778692

نام کتاب..........حیات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام (عربی)

مصنف..........علامہ افتخار احمد قادری مصباحی

اردو ترجمہ و تلخیص..........مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی

تصحیح..........علامہ محمد احمد مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور

زیر اہتمام..........پیر طریقت علامہ سید علیم الدین اصدق مصباحی

ناشر..........احسن العلماء پبلیکیشن لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ

کمپوزنگ..........قادری کمپیوٹرس گھوسی یوپی (انڈیا)

قیمت..........

سن اشاعت..........اپریل ۲۰۰۳ء

ملنے کے پتے

دار العلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ

المجمع الاسلامی......مبارک پور......اعظم گڑھ یوپی

حق اکیڈمی......مبارک پور......اعظم گڑھ یوپی

رضوی کتاب گھر۔ جامع مسجد۔ دہلی

دائرۃ المعارف۔ گھوسی۔ ضلع مئو یوپی

فہرست مضامین

اظہار تشکر

از: پیر طریقت حضرت علامہ الحاج حافظ و قاری سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی قادری بانی و پرنسپل دار العلوم قادریہ غریب نواز ساؤتھ افریقہ

الحمدللہ! دار العلوم قادریہ غریب نواز، ساؤتھ افریقہ کا وہ واحد مرکزی ادارہ ہے جس نے چھ سال کے قلیل عرصہ میں اپنی بیش بہا خدمات کے ذریعہ ملک و بیرون ملک میں ایک اہم اور نمایاں مقام حاصل کرلیا تعلیم و تدریس کے میدان میں اس کی شہرت اور کامیابی کا عالم یہ ہے کہ پڑوسی ممالک میں سے تقریباً ہر ملک کے طلبہ اس ادارے میں زیر تعلیم ہیں، جبکہ متعدد طلبہ ان ممالک کے اب تک فارغ بھی ہو چکے ہیں، محنتی، مخلص اور ماہر اساتذہ کی موجودگی، عصر حاضر کے مطابق ٹھوس، مضبوط نصاب تعلیم، اسلامی اخلاق و عادات پر مشتمل نظام اصلاح و تربیت، جدید سہولتوں سے آراستہ آرام دہ اور عمدہ رہائش گاہوں کا نظم، ضرورت مند طلبہ کے مابین وظائف کی تقسیم، نہایت صاف ستھرے ماحول میں عمدہ کھانا ناشتہ وغیرہ کی سہولت، وقت پر دوا علاج کا مناسب بندوبست، کاپی، کتاب نیز طلبہ کی تمام ضرورتوں کا مکمل انتظام اس ادارے کی امتیازی خصوصیات ہیں، دار العلوم ھذا، عصری تقاضوں کے مدنظر تعلیم و تدریس کے علاوہ دیگر شعبوں میں بھی اپنی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرتا جارہا ہے، یہ لکھتے ہوئے مجھے بے پناہ مسرت ہورہی ہے کہ ابھی چند ماہ پیشتر ہی دار الافتاء کا قیام عمل میں آیا مگر بفضلہ تعالی اسی وقت سے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق دینی سوالات کا سلسلہ جاری ہے، اور الحمدللہ ادارے کے ذمہ دار، بالغ نظر مفتی، حضرت علامہ الحاج حافظ و قاری شمشاد احمد مصباحی برکاتی، قرآن و حدیث اور ارشادات ائمہ کی روشنی میں ان سوالوں کا نہایت تحقیقی اور تشفی بخش جواب تحریر فرماتے ہیں، اس ادارے کا ایک اہم شعبہ، شعبۂ نشر و اشاعت بھی ہے، جس سے وقتاً فوقتاً

چھوٹے بڑے اشتہارات، وقتی ضرورتوں کے پیش نظر اسلامی میگزین اور دینی رسالے انگریزی زبان میں شائع ہوتے رہتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس شعبہ سے باقاعدہ ایک دینی، علمی اور اخلاقی سہ ماہی رسالہ انگریزی زبان میں شائع کیا جارہا ہے، جو اس ادارے کا ایک اہم ترجمان بھی ہوگا، دارالعلوم کے ذریعہ "حیاۃ الانبیاء" کی پہلی بار اس ملک میں اشاعت دارالعلوم کے شعبۂ نشر واشاعت کی ایک اہم پیش کش ہے، "حیاۃ الانبیاء" عربی زبان میں ہے، جس کے مصنف استاذ گرامی حضرت علامہ الحاج افتخار احمد قادری مصباحی ہیں، جو اسلامیات کے مایۂ ناز اسکالر اور علوم عربیہ کے ایک عظیم فاضل ہیں، متعدد علمی اور تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں عربی زبان وادب پر مکمل عبور رکھتے ہیں، پچھلے کئی سالوں سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں، ہماری خوش نصیبی سے فی الحال دارالعلوم ھذا میں شیخ الحدیث ہیں، اور ساتھ ہی ساتھ شعبۂ نشر واشاعت کی سرپرستی بھی فرمارہے ہیں، اس کتاب میں دلائل قاہرہ سے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے حقیقی جسمانی دائمی زندگی کو ثابت کیا گیا ہے، ساتھ ہی ساتھ محدثین کرام، ائمہ اسلام اور علمائے اعلام کی آراء بھی اخیر میں پیش کردی گئی ہیں تاکہ منکرین پر واضح ہوجائے کہ سلف صالحین سے لے کر دور اخیر کے اکابر امت تک سب کے سب اسی عقیدے اور نظریے کے حامل تھے جس کی تائید وحمایت چودہویں صدی کے عظیم مجدد، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی نے زبان وقلم کے ذریعہ کی۔ کتاب کی افادیت کے پیش نظر اس کا انگریزی اور اردو ترجمہ بھی کرادیا گیا ہے، تاکہ بیک وقت تینوں بین الاقوامی زبانوں، عربی، اردو، انگلش میں شائع ہونے کی وجہ سے کتاب کا دائرۂ اثر وسیع سے وسیع تر ہوسکے۔

زیر نظر کتاب "حیاۃ الانبیاء" کا اردو ترجمہ وتلخیص ہے، جو محبّ گرامی حضرت علامہ الحاج حافظ وقاری مفتی شمشاد احمد مصباحی برکاتی کے قلم کا شاہکار ہے۔ انتہائی کم وقت میں اپنی تمام تر تدریسی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے باوجود "حیاۃ الانبیاء"

کا انتہائی سلیس اور عام فہم اردو ترجمہ و تلخیص موصوف کی ذہانت اور محنت وصلاحیت کی واضح دلیل ہے۔ ویسے بھی ہمارے مفتی صاحب کثیر الجہات شخصیت کے مالک ہیں۔ سوکھی رگوں میں ایمان کی حرارت پھونکنے والے شعلہ بیان خطیب بھی ہیں، درس نظامی پر مکمل مہارت رکھنے والے عظیم مدرس بھی۔ فقہی جزئیات پر وسیع نظر رکھنے والے کہنہ مشق مفتی بھی ہیں۔ مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی کرنے والے قادر الکلام شاعر بھی، صاحب فکر ونظر مقالہ نگار اور قلم کار بھی ہیں۔ اور اثر انگیز مصنف بھی۔ اللہ نے موصوف کو بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔ اس وقت ساؤتھ افریقہ میں دار العلوم کے پرچم تلے حضرت مفتی صاحب کے ذریعہ جو دینی کام ہو رہا ہے وہ انتہائی اطمینان بخش ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کتاب کے مصنف اور مترجم دونوں کو حسنات دارین سے نوازے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

فقط۔ دعاگو

سید محمد علیم الدین مصباحی قادری

بانی و پرنسپل دار العلوم قادریہ غریب نواز

پی، او، بکس نمبر 3727

لیڈی اسمتھ 3370 کے، زیڈ، ناٹال۔ ساؤتھ افریقہ

فون نمبر: 0027,36,6357863

فیکس نمبر: 0027,36,6378633

مبائل: 0027,835778692

عرض مؤلف

الحمد لولیه والصلاۃ علیٰ حبیبه وآله وصحبه اجمعین.

اواخر ذوالقعدہ ۱۴۲۴ھ میں "حیاۃ الانبیاء" عربی زبان میں مکمل ہوئی تو اپنے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر تقاضا ہوا کہ یہ کتاب اردو داں طبقہ کے مطالعہ کے لیے بھی پیش کی جانی چاہیے۔ کیونکہ اس کتاب میں انبیائے کرام علیہم السلام کی موجودہ زندگی کے ثبوت میں جو دلائل و براہین پیش کیے گئے ہیں وہ آیات کریمہ اور احادیث صحیحہ سے قلمبند کیے گئے ہیں۔ اس لیے احباب کا اصرار ہوا کہ نہ صرف اردو داں بلکہ انگریزی داں طبقہ کے لیے بھی اس کا ترجمہ انگلش میں پیش کیا جائے۔ الحمد للہ یہ کام بھی ہو رہا ہے۔ اور انگلش ترجمہ بہت جلد منظر عام پر آنے والا ہے۔

اردو داں طبقہ کی خوش قسمتی یہ رہی کہ فاضل نوجوان محبّ گرامی حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد صاحب زید مجدہ استاذ اول دار العلوم قادریہ غریب نواز (ساؤتھ افریقہ) نے ترجمہ کا آغاز کیا اور مختصر عرصہ میں انسے مکمل کر ڈالا۔ فاضل مترجم کی صلاحیتوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مستقبل میں ان کے ہاتھوں بہت سے علمی کام انجام پذیر ہوں گے۔ ان میں نہ صرف عبارت فہمی کی عمدہ استعداد پائی جاتی ہے بلکہ ماٰخذ و مراجع اور امہات الکتب پر ان کی نظر وسیع اور دقیق ہے۔ کسی کتاب کا ترجمہ کسی مقام پر بہت مشکل ہوتا ہے، مصنف کے خیالات و نظریات کو دوسری زبان میں منتقل کرتے وقت مترجم کو بہت سی پابندیوں کا سامنا ہوتا ہے۔ مگر ماشاء اللہ مترجم کا قلم اس دشوار گزار مرحلہ سے بھی حسن و خوبی کے ساتھ آگے بڑھتا گیا ہے۔

مترجم نے اچھے اسلوب میں ترجمہ کیا ہے، سلاست اور روانی بھی بھرپور ہے، کتاب کے معانی و مفاہیم کو اردو کے قالب میں اس طرح سے ڈھالا گیا ہے جیسے یہ

کتاب اردو ہی میں لکھی گئی ہو۔ رب تعالیٰ فاضل مترجم کو مزید خدمات دین کی توفیق بخشے اوران کے قلم سے اس طرح کی مفید کتابیں سرعت کے ساتھ منظر عام پر آتی رہیں۔ آمین۔

دارالعلوم قادریہ غریب نواز، اپنے شعبۂ نشر واشاعت کا اب باقاعدہ افتتاح اس کتاب سے کررہا ہے۔ یہ دارالعلوم پورے ساؤتھ افریقہ بلکہ آس پاس کے دیگر افریقی ممالک میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے جس میں درس نظامی، علوم ادبیہ اور حفظ وتجوید قرآن کی تعلیم ایسے طلبہ کو دی جاتی ہے جن کی مادری زبان انگلش ہے۔

ساؤتھ افریقہ کی سرزمین پر یہ ادارہ اہل سنت کی لاج ہے۔ ایک طویل عرصہ سے علمائے اہل سنت اس ملک میں آتے جاتے اور تبلیغ کرتے رہے ہیں مگر اہل سنت کا کوئی مرکز نہ تھا۔ رب تعالیٰ نے محب گرامی حضرت مولانا سید محمد علیم الدین صاحب مصباحی زیدمجدہ وعزہ کو توفیق بخشی کہ انھوں نے اس عظیم ادارہ کی بنا رکھ کر اسے مکمل بھی کرلیا۔ اللّٰھُمَّ احْفَظْهُ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ۔ حق تو یہ ہے کہ ساؤتھ افریقہ کے خطۂ کفر وشرک پر یہ ادارہ ایک ایسا اسلامی قلعہ ہے جس کی نظیر نہیں جسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ اسلام کی عظیم فتح ہے۔

اس مرکز میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درس ودراسہ جاری ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللّٰہ یتلون کتاب اللّٰہ ویتدارسونہ فیما بینھم الاّ نزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملائکۃ وذکر اللّٰہ فیمن عندہ.

(رواہ مسلم وابوداؤد ص۲۲۹ ج۱)

جو لوگ بھی کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور اس کو باہم پڑھنے پڑھانے کے لیے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتے ہیں ان پر قلبی سکون نازل ہوتا ہے اور ان پر اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے اور ان کو فرشتے (حفاظت کے لیے) گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ عزوجل اپنے قریب کے فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔

الحمدللہ! اس مرکز میں مسجد بھی ہے اور درسگاہیں بھی، جن میں کتاب اللہ کی تلاوت بھی ہوتی ہے اور اس کی تعلیم بھی، تحقیقات بھی ہوتی ہیں اور دروس بھی۔

یہ کتنی عظیم سعادت ہے کہ ان سب پڑھنے پڑھانے والوں کا عظیم اجر وثواب بھی حضرت مولانا سید محمد علیم الدین صاحب زید مجدہ کے میزان حسنات میں درج ہوتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ وہ سعادت ہے جو کم ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دارالعلوم قادریہ غریب نواز کے بانی محبِّ گرامی عزیز اسعد حضرت مولانا سید محمد علیم الدین صاحب مصباحی باضابطہ شعبۂ نشر واشاعت کا آغاز بہت جلد کرنا چاہتے تھے۔ رب قادر نے انھیں توفیق عطا فرمائی اور انھوں نے اس کتاب کے تین انٹرنیشنل زبانوں عربی، انگلش اور اردو کے ایڈیشنوں کو منظر عام پر لانے کا اہتمام کیا اور آنا فانا یہ تینوں ایڈیشن طباعت کے مراحل سے گذر کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد علیم الدین صاحب زید مجدہ وعزہ باتوفیق عالم باعمل ہیں۔ انھوں نے اپنی جواں سالی ہی میں بفضل رب ذوالجلال دارالعلوم قادریہ جیسا عظیم ادارہ مکمل کر کے اب اس کے دوسرے منصوبوں کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔

اس ادارے کا ایک بڑا پروجیکٹ اہم اسلامی کتابوں کی اشاعت ہے۔ اس اہم

منصوبہ کا افتتاح" حیاۃ الانبیاء" سے کیا جارہا ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اور ہمارے نبی سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائمی زندگی اور دنیاوی زندگی سے افضل اور قوی تر زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اس مبارک زندگی کے اثبات کے ساتھ اگر دارالعلوم قادریہ غریب نواز اپنی کتابی دنیا، اپنے نشریاتی پروجیکٹ کا آغاز کررہا ہے تو یقیناً یہ مبارک پروجیکٹ ہے اور فال نیک ہے، اور اسے دارالعلوم کی حیات جاوداں کی ایک عظیم نشانی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اس اساس پر دارالعلوم پر اللہ کا فضل وکرم ہوگا اور سید الانبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رحمت متوجہ ہوگی اور" حیاۃ الانبیاء" کے فیض وبرکت سے انشاء اللہ العزیز دارالعلوم کو فوز وکامرانی ضرور ملے گی۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل دارالعلوم قادریہ غریب نواز کو قبولیت سے نوازے اور اس کے بانی حضرت مولانا سید محمد علیم الدین صاحب مصباحی زید مجدہ وعزہ کو اپنی رحمت ورأفت سے بہرہ ور فرمائے اور مزید دینی خدمات کی توفیق ارزانی فرمائے، اور ان کا فیض ونفع نہ صرف ساؤتھ افریقہ بلکہ اس کی سرحدوں سے گذار کر دوسرے ممالک کو بھی عام وتام فرمائے، آمین

اللهم اجعله رضيا مرضيا، واقبله عاملاً وناصراً لدينك وأكرمه وأكرمنا بكرمك وفضلك واحسانك يا أكرم الأكرمين واغفرله ولنا ولوالدينا وأساتذتنا ومنسوبينا وأسرنا بجاه حبيبك ونبيك سيدنا وسيد المرسلين، آمين. وصلى الله تعالىٰ علىٰ سيد الاولين والأخرين نبينا محمد وآله وصحبه اجمعين.

افتخار احمد قادری

دارالعلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ

۱۸ر محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

عرض مترجم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پایاں شکر واحسان ہے کہ اس وقت ساؤتھ افریقہ میں ''دار العلوم قادریہ غریب نواز'' کے ذریعہ دین وسنیت کا کام بہت تیزی سے ہو رہا ہے۔ نہ صرف ساؤتھ افریقہ میں بلکہ دیگر پڑوسی افریقی ممالک میں بھی دار العلوم کی تبلیغی سرگرمیاں زوز افزوں ہیں۔

۸ر ستمبر ۲۰۰۲ء کو راقم السطور ساؤتھ افریقہ آیا اور اسی وقت سے درس وتدریس اور مسلک کی ترویج واشاعت میں مسلسل سرگرم عمل ہے، ۲۳ر فروری ۲۰۰۳ء کو حضرت علامہ افتخار احمد قادری مصباحی تشریف لائے جو ایک عرصہ سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں، موصوف نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران عربی زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ''حیاۃ الانبیاء'' ہے، کتاب موضوع کے لحاظ سے اہم تھی، اور اب تک غیر مطبوع تھی اس لیے بانی ادارہ قائد اہل سنت پیر طریقت حضرت علامہ الحاج سید محمد علیم الدین صاحب مصباحی نے فیصلہ کیا کہ یہ کتاب دار العلوم کی طرف سے شائع کیا جائے، اور ساتھ ہی ساتھ اس کا انگلش، اردو ترجمہ بھی کرادیا جائے تاکہ کتاب ہر طبقہ میں یکساں مقبول اور مفید ہو، اردو ترجمہ اور تلخیص کی ذمہ داری مجھ ناچیز کو دی گئی اللہ کا نام لے کر کام شروع کیا اور انتہائی کم وقت میں ترجمہ وتلخیص کا کام مکمل ہو گیا جبکہ تدریس وافتا کی اہم خدمت بھی حسب معمول جاری رہی اس سلسلے میں سب سے پہلے میں مخدوم گرامی حضرت علامہ افتخار احمد قادری مصباحی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ میری رہنمائی بھی فرمائی دوسرے نمبر پر محب گرامی حضرت مولانا شاہ فیصل قادری استاذ دار العلوم ھذا کا شکر گذار ہوں جنہوں نے مسودہ کی تبییض میں میری مدد کی، تیسرے نمبر پر ادارے کے بانی پیر طریقت فاتح

افریقہ حضرت علامہ الحاج سید محمد علیم الدین صاحب مصباحی کا تہہ دل سے مشکور ہوں جن کی مسلسل محنتوں سے اشاعتی پرگرام اور منصوبے میدان عمل میں آرہے ہیں، اور جن کی بے لوث خدمتوں اور مخلصانہ کوششوں سے یہ ساری مذہبی تحریکات اور دینی علمی سرگرمیاں بام عروج پر ہیں ساؤتھ افریقہ جیسے ملک میں اتنا عظیم، فلک بوس، دلکش، دارالعلوم کی تعمیر کوئی معمولی بات نہیں یہ قابل فخر کارنامہ وہی انجام دے سکتا ہے جو خدا کی تائید وحمایت اور رسول کی نصرت واعانت سے بہرہ ور ہو یقیناً ساؤتھ افریقہ جیسے کفرستان میں اہل سنت کا یہ نا قابل تسخیر حصار حافظ ملت کی زندہ کرامت ہے۔ مولیٰ تعالیٰ میری اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر والدین کے لیے ذریعہ نجات بنائے، اور اس ادارہ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے، نیز بانی ادارہ کو صحت وسلامتی اور عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقط والسلام

شمشاد احمد مصباحی برکاتی

خادم تدریس وافتاء دارالعلوم قادریہ غریب نواز

پی، او، بکس نمبر 3727

لیڈی اسمتھ 3370 کے۔زیڈ۔ناٹال۔ساؤتھ افریقہ

فون نمبر: 0027،36،6357863

فیکس نمبر: 0027،36،6378633

مبائل نمبر: 0027،836967853

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ وَجَعَلَ مِنْھُمُ الْاَنْبِیَاءَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَخَصَّھُمْ بِخَصَائِصَ وَمَیَّزَھُمْ بِمُمَیِّزَاتٍ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اللہ عزوجل نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے انبیا ومرسلین کو مبعوث فرمایا اور ان کو بہت سی امتیازی صفتوں اور خصوصیتوں سے بہرہ ور کیا۔ یہاں ان کا احاطہ مقصود نہیں تاہم موضوع کی وضاحت کے لیے چند خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) انبیا علیہم السلام کے پاس وحی آتی ہے، ان کے علاوہ اور کسی کے پاس وحی نہیں آتی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰیٓ اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (۱)

تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمھیں جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

قرآن وحی کی عظمت وجلالت کو بیان فرماتا ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ" (۲)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش اللہ کے خوف سے، اور یہ مثالیں لوگوں کے لیے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔

اس آیت میں قرآن کی رفعت شان اور اس میں نازل ہونے والی حکمتوں،

(۱) سورۂ کہف آیت نمبر ۱۱۰۔ (۲) سورۂ حشر آیت نمبر ۲۱۔

نصیحتوں، اورزجروتوبیخ کی اثرآفرینی کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے۔وہ پہاڑ جس کے استحکام اورثبات کی مثال دی جاتی ہے اس پہاڑ پراگرقرآن نازل ہوتا تو وہ پہاڑ بھی قرآن کابوجھ برداشت نہ کرپاتا، بلکہ شق ہوکر پارہ پارہ، ریزہ ریزہ ہوجاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک کتنی عظمت والا ہے جس پر یہ قرآن اترا، اورآپ کا سینۂ اقدس کتنی جلالت والا ہے جوقرآن کے اس عظیم بار کا متحمل ہوا۔

وحی کی عظمت اوراس کے ثقل پر بہت سی احادیث صحیحہ دلالت کرتی ہیں۔

پہلی حدیث:۔ بخاری اور مسلم کی حدیث ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، حضرت حارث ابن ھشام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا، یارسول اللہ! آپ پروحی کیسے آتی ہے؟ تو آپ نے ارشادفرمایا۔

احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وھو اشده علیّ فیُفصَمُ عنی وقد وعیتُ ما قال" واحیانا یتمثل لی الملک رجلاً فیکلمنی فأعی ما یقول"

کبھی گھنٹے کی مسلسل آواز کی طرح آتی ہےاور یہ وحی مجھ پرسخت ترہوتی ہے پھر جب اللہ عزوجل کاارشاد پورے طورپر محفوظ کرلیتاہوں تب سلسلۂ وحی منقطع ہوتاہے۔اورکبھی جبریل امین میرے پاس آدمی کی شکل میں آکرکلام کرتے ہیں اور جوکچھ وہ بیان کرتے ہیں اسے میں محفوظ کرلیتاہوں۔

دوسری حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

لقد رأیته ینزل علیه الوحی فی الیوم الشدید البرد فَیُفصَمُ عَنهُ وان جبینه

میں نے رسول اللہ ﷺ کودیکھا، سخت سردی میں آپ پروحی اترتی، پھرآپ سے نزول وحی کا سلسلہ اس حال میں

لَيَتَصَفَّدُ عرقاً.	منقطع ہوتا کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے تر بہ تر ہوتی۔

تیسری حدیث:۔ ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، انھوں نے فرمایا۔

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا نزل عليه الوحى وجد ثقلاً قال الله تعالىٰ .... ﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلاً ثَقِيلاً﴾ (۱)	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب وحی آتی تو آپ بوجھ محسوس کرتے (اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بیشک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔

چوتھی حدیث:۔ امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، انھوں نے فرمایا۔

ان كان ليوحى الى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وهو علىٰ ناقته فتضرب بجرانها من ثقل ما يوحىٰ اليه. وان كان جبينه لينطف بالعرق فى اليوم الشاتي اذا يوحى اليه (۲)	اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی اونٹنی پر سوار ہونے کی حالت میں آتی تو اونٹنی وحی کے بوجھ سے بیٹھ جاتی۔ اور اگر سخت سردی کے دن میں وحی آتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگتا۔

پانچویں حدیث:۔ امام مسلم نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا۔

كان رسول الله صلى الله	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

(۱) سورۂ مزمل آیت نمبر ۵۔ (۲) الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ا ص ۲۰۰۔

تعالیٰ علیه وسلم اذا أوحِیَ لم یستطع احد منا یرفع طرفه الیه حتی ینقضی الوحی. (۱)

جب وحی کا نزول ہوتا تو جب تک سلسلۂ وحی منقطع نہ ہوجاتا ہم میں سے کسی کو ان کی طرف نظر اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی۔

(۲) انبیاے کرام، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہوتے ہیں۔

یعنی اللہ رب العزت ان کے ساتھ کلام فرماتا ہے اور انھیں ہم کلامی کے شرف سے مشرف کرتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (۲) اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا

ایک دوسری آیت میں یوں ارشاد ہوا۔

فَأَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَأٰى. (۳)

اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی، دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کلام فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يَا عِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا. (۴)

اے عیسیٰ! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا۔

(۳) اللہ رب العزت انبیاے کرام کو وصال کے وقت یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ چاہیں تو اس فانی دنیا میں رہیں یا رفیق اعلیٰ سے جا ملیں۔

امام احمد بن حنبل نے عبدالمطلب بن عبداللہ سے روایت کی۔ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول

(۱) الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ۱ ص ۲۰۰۔ (۲) سورۂ نساء آیت نمبر ۱۶۴۔ (۳) سورۂ نجم آیت نمبر ۱۰، ۱۱۔ (۴) سورۂ آل عمران آیت نمبر ۵۵۔

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

ما من نبیّ یقبض الا یری الثواب ثم یخیَّر بین البقاء فی الدنیا والارتحال الی الأخرة". (۱)

کسی بھی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک وہ جزائے خیر نہ دیکھ لے پھر اسے اس بات کا اختیار دے دیا جاتا ہے کہ دنیا میں رہے یا آخرت کی طرف کوچ کر جائے۔

(۴) انبیاے کرام کی صرف آنکھیں سوتی ہیں ان کے دل نہیں سوتے۔

امام بخاری وامام مسلم نے صحیحین میں حضرت انس بن مالک سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الأنبیاء تنام عیونهم ولا تنام قلوبهم. (۲)

انبیا کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتے۔

ابن سعد نے عطاء سے روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی، آپ نے فرمایا۔

انّا معشرَ الأنبیاء تنام أعیننا ولا تنام قلوبنا. (۳)

بیشک ہم جماعت انبیا کا حال یہ ہے کہ ہماری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتے

(۵) انبیاے کرام علیہم السلام میں مال کی وراثت نہیں چلتی۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

انّا معشرَ الانبیاء لا نورِثُ ولا نورَثُ. (۴)

ہم جماعت انبیا کسی کو وارث نہیں بناتے اور نہ کسی کے وارث بنتے ہیں۔

امام بخاری وامام مسلم کی حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۱) شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ۱۲ ص ۱۱۷۔ (۲) الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ۱ ص ۱۱۸۔ (۳) الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ۱ ص ۱۱۸۔ (۴) ایضا

لا تقتسم ورثتي ديناراً ولا درهماً ما تركت بعد نفقة نسائي ومئونة عاملي فانها صدقة. (۱)	میرے ورثہ دینا رو درہم تقسیم نہ کریں، میرے بیویوں اور خدمت گاروں کے اخراجات کے بعد جو بچ جائے وہ صدقہ ہے۔

انبیاے کرام کیوں کسی کو وارث نہیں بناتے؟ اس میں کیا حکمتیں ہیں؟

امام سیوطی نے اس کی متعدد وجہیں بیان فرمائی ہیں، ذیل میں چند وجہیں ذکر کی جاتی ہیں۔

﴿۱﴾ ان کا کوئی رشتہ داران کی موت کی تمنا نہ کرے ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

﴿۲﴾ کوئی یہ تصور نہ کرے کہ انھیں دنیا کی رغبت ہے، اور یہ حضرات اپنے وارثوں کے لیے مال و دولت جمع کرتے ہیں۔

﴿۳﴾ انبیاے کرام زندہ ہیں اور زندہ کسی کو وارث نہیں بناتا۔ یہی وجہ ہے کہ امام الحرمین نے یہ موقف اختیار کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مال ان کی ملکیت میں اب بھی باقی ہے، لہٰذا ان کے اہل وعیال پر ان کے مال میں سے ایسے ہی خرچ کیا جائے جیسے آپ اپنی زندگی میں خرچ کیا کرتے تھے۔ (۲)

(۶) انبیاے کرام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہر قسم کی معصیت و نافرمانی سے انبیاے کرام کو محفوظ کر دیتا ہے، اس لیے کسی نبی سے گناہ کا صدور ناممکن ہے اور عصمت انبیا کا مسئلہ ایسا اجماعی ہے کہ اس میں کسی کا کوئی اختلاف ہی نہیں۔

(۷) انبیاے کرام پر صرف ایک مرتبہ موت واقع ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (۳) ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے

(۱) الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ۱ ص ۱۱۸۔ (۲) ایضاً (۱۴) الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۴۳۷ ملخصاً۔ (۳) سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۸۵۔

یعنی انبیاے کرام وعدۂ الٰہی اور حکم خداوندی کو پورا کرنے کے لیے صرف ایک مرتبہ لمحہ بھر کے لیے موت کی منزل سے گزرتے ہیں پھر ہمیشہ ہمیش کے لیے زندہ کر دیے جاتے ہیں اور اللہ رب العزت انہیں ایسی شرافت اور برکت والی زندگی عطا فرماتا ہے جو روحانی بھی ہوتی ہے اور جسمانی بھی۔ اور یہ زندگی ان کی دنیاوی زندگی سے فضیلت وقوت میں بدرجہا بڑھ کر ہوتی ہے جیسا کہ بخاری شریف کی درج ذیل روایتوں سے ثابت ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

بأبی أنت وأمی لا یجمع الله علیک موتتین اما الموتة التی کتبت علیک فقد مُتّها. (۱)	میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا، جو موت آپ کے لیے مقدر تھی وہ واقع ہو چکی ہے۔

حضرت انس بن مالک اور حضرت مالک ابن صعصعہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں معراج کا واقعہ یوں سنایا کہ۔

بینما انا نائم فی الحطیم، وربما قال: فی الحِجر مضطجعاً، اذ أتانی اٰتٍ فقد قال: سمعته یقول: فشق ما بین هذه الی هذه، قال: فقلت للجارود وهو الی جنبی: ما یعنی به؟ قال: من ثغرۃ نحره الیٰ شعرته، فاستخرج ثم أتیت بطست	میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا اور کبھی حجر فرماتے تو میرے پاس ایک آنے والا آیا، پھر اس نے کچھ کہا جو میں سن رہا تھا، پھر اس نے یہاں تک میرا جسم چیرا، میں نے جارود سے اس کا مطلب پوچھا، جو میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ حلق سے ناف کے نیچے تک، پھر میرا دل نکالا گیا اس کے بعد سونے کا

(۱۶) شرح الزرقانی ص ۱۳۵ ج ۱۲۔

من ذهب مملوءة ايماناً فغسل قلبي ثم حشي ثم اعيد، ثم اتيت بدابة دون البغل وفوق الحمار ابيض، فقال له الجارود: هو البراق يا ابا حمزة؟ قال انس: نعم. يضع خطوه عند أقصى طرفه، فحملتُ عليه، فانطلق بي جبريل حتى أتى السماء الدنيا فاستفتح، قيل: من هذا؟ قال . جبريل، قال: ومن معک؟ قال: محمد، قال: وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحباً به فنعم المجيء جاء، ففتح فلما خلصت فاذا فيه ادم، قال: هذا ابوک ادم فسَلِّمْ عليه، فسَلَّمْتُ عليه، فردَّ السلام، ثم قال: مرحباً بالابن الصالح والنبي الصالح، ثم صعد بي الى السماء الثانية، فاستفتح،

ایک طشت لایا گیا، جو ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ پھر میرے دل کو دھوکر اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا، اس کے بعد میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا تو جارود نے ان سے کہا کہ اے ابوحمزہ! کیا وہ براق تھا؟ حضرت انس نے جواب دیا، ہاں۔ وہ (جانور) اپنا ایک قدم حد نظر کے برابر دور رکھتا تھا۔ پھر میں اس پر سوار ہوگیا اور حضرت جبریل مجھے لے کر چل پڑے یہاں تک کہ پہلا آسمان آگیا پس دروازہ کھلوانا چاہا، کہا، گیا کون ہے؟ جواب دیا: جبریل ہے، پوچھا، اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، ہاں، کہا گیا خوش آمدید۔ کیا خوب آمد ہوئی۔ پس دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اوپر گیا تو دیکھا کہ حضرت آدم تشریف فرما ہیں۔ کہا،

قيل: من هٰذا؟ قال: جبريل، قال: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحباً به فنعم المجئ جاء، ففتح لنا فلما خلصت اذا يحيىٰ وعيسىٰ وهما ابنا الخالة، قال: هذا يحيىٰ وعيسىٰ فسلِّمْ عليهما، فسلَّمْتُ عليهما، فردّا ثم قالا: مرحباً بالاخ الصالح والنبي الصالح، ثم صعد بي الى السماء الثالثة، فاستفتح، قيل: من هٰذا؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحباً به فنعم المجئ جاء ففتح، فلما خلصت اذا يوسف، قال: هذا يوسف، فسلِّمْ عليه، فسلَّمْتُ عليه، فردَّ ثم

یہ آپ کے والد حضرت آدم ہیں، انہیں سلام کرلیجیے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بیٹے صالح نبی! مرحبا! پھر اوپر چڑھنے لگے یہاں تک کہ دوسرا آسمان آگیا اور اسے کھلوانا چاہا تو کہا گیا کون ہے؟ جواب دیا جبریل، کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا، حضرت محمد مصطفےٰ ہیں، پوچھا گیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، ہاں، کہا ا، خوش آمدید۔ کیا ہی عمدہ تشریف آوری ہوئی ۔ پس دروازہ کھول دیا گیا، اور میں اوپر گیا تو حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ دونوں خالہ زاد بھائیوں کو پایا۔ جبریل نے کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ ہیں انہیں سلام کرلیجیے۔ تو میں نے انہیں سلام کیا۔ اور دونوں حضرات نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی! مرحبا! پھر مجھے لے کر تیسرے آسمان تک گئے، اور دروازہ کھلوانا

قال: مرحباً بالاخ الصالح والنبي الصالح، ثم صعد بي، حتى أتى السماء الرابعة، فاستفتح، قيل: من هٰذا؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحباً به فنعم مجئ جاء، ففتح لنا فلما خلصت اذا ادريس قال: هذا ادريس، فسلّمُ عليه، فَسَلَّمْتُ عليه، فردَّ ثم قال: مرحباً بالاخ الصالح والنبيّ الصالح، ثم صعد بي، حتى أتى السماء الخامسة، فاستفتح، فقيل: من هٰذا؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحباً به فنعم المجئ جاء، فلماخلصت فاذا هارون،

چاہا، پوچھا گیا کون ہے؟ جواب دیا جبریل، دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا، حضرت محمد مصطفیٰ ہیں، پوچھا گیا، کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، ہاں، کہا خوش آمدید۔ کیسی مبارک ہستی نے قدم رنجہ فرمایا، پس دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف تھے کہا صالح بھائی صالح نبی مرحبا پھر مجھے لے کر چوتھے آسمان تک گئے اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا، کون ہے؟ جواب دیا جبریل، پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا، حضرت محمد مصطفیٰ ہیں، پوچھا گیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، ہاں، کہا گیا خوش آمدید کیا مقدس ہستی نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ پس دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ادریس تشریف فرما تھے۔ کہا یہ حضرت ادریس ہیں انہیں سلام کر لیجیے۔ پس میں نے انہیں سلام کیا۔ اور انہوں نے

قال: هذا هارون، فسلم عليه، فسلمت عليه، فردَّ ثم قال: مرحباً بالاخ الصالح والنبيّ الصالح، ثم صعد بی، حتی أتی السماء السادسة، فاستفتح، فقيل: من هٰذا؟ قال: جبريل، قال: ومن معک؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحباً به فنعم المجیٔ جاء، فلما خلصت فاذا موسیٰ، قال: هذا موسیٰ، فسلم عليه، فسلمت عليه، فردَّ ثم قال: مرحباً بالاخ الصالح والنبیّ الصالح،فلما تجاوزت بكیٰ، فقيل له ما يبكيک؟ قال: أبكی لان غلاماً بعث من بعدی يدخل الجنة من أمته أكثر ممن

جواب دیا اور کہا صالح بھائی، صالح نبی! مرحبا! پھر مجھے لے کر پانچویں آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ جواب دیا جبریل، پوچھا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں، دریافت کیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، ہاں، کہا گیا خوش آمدید، کیسی مبارک ہستی نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ہارون تشریف فرما تھے۔ کہا یہ حضرت ہارون ہیں انہیں سلام کر لیجیے، میں نے انہیں سلام کیا۔ اور انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بھائی، صالح نبی! مرحبا! پھر مجھے لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان تک پہنچے تو دروازہ کھلوانا چاہا، پوچھا گیا کون ہے؟ جواب دیا جبریل، دریافت کیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا ، حضرت محمد مصطفےٰ ہیں، پوچھا، کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، ہاں،

يدخلها من امتي، ثم صعد بي، الى السماء السابعة، فاستفتح جبريل، قيل: من هٰذا؟ قال: جبريل، قيل ومن معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحباً به فنعم المجئ جاء، فلما خلصت فاذا ابراهيم، قال: هٰذا أبوك ابراهيم، فسَلِّمْ عليه، قال: فَسَلَّمْتُ عليه، فردَّ السلام فقال: مرحباً بالابن الصالح والنبيّ الصالح، ثم رفعت الى سدرة المنتهىٰ. فاذا نبقها مثل قلال هجر، واذا ورقها مثل آذان الفيلة، قال: هذه سدرة المنتهىٰ واذا اربعة انهار، نهران باطنان، ونهران ظاهران، فقلت :

کہا خوش آمدید۔ کیا بہترین تشریف آوری فرمائی۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت موسیٰ جلوہ افروز تھے۔ کہا یہ حضرت موسیٰ ہیں انہیں سلام کر لیجیے۔ پس میں نے انہیں سلام کیا۔ اور انہوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی! مرحبا! جب میں آگے بڑھنے لگا تو وہ رو پڑے ان سے پوچھا گیا، آپ کس بات پر روئے؟ جواب دیا میں اس بات پر رویا کہ یہ لڑکا میرے بعد مبعوث فرمایا گیا لیکن میری امت کی نسبت اس کے امتی زیادہ تعداد میں داخل جنت ہوں گے پھر مجھے لے کر ساتویں آسمان تک پہنچے اور حضرت جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ جواب دیا جبریل، دریافت کیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا، حضرت محمد رسول اللہ ہیں پوچھا گیا، انہیں مدعو کیا گیا ہے؟ جواب دیا، ہاں، کہا خوش آمدید۔ کیسی مبارک ہستی نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ جب میں اندر

ماهذا يا جبريل؟ قال: اما الباطنان: فنهران في الجنة، واما الظاهران فالنيل والفرات، ثم رفع الى البيت المعمور، يدخله كل يوم سبعون ألف ملك، ثم أتيت باناء من خمر واناء من لبن، واناء من عسل، فاخذت اللبن، فقال جبريل: هي الفطرة التي أنت عليها وأمتك، ثم فرضت عليّ الصلاة خمسين صلاة، كل يوم فرجعت فمررت على موسىٰ، فقال: بم أمِرْتَ؟ قال أمِرْتُ بخمسين صلاةً كل يوم، قال: ان أمتك لا تستطيع خمسين صلاة كل يوم واني والله قد جربت

داخل ہوا تو وہاں حضرت ابراہیم تشریف فرما تھے۔ کہا یہ آپ کے جد امجد ہیں انہیں سلام کر لیجیے۔ پس میں نے انہیں سلام کیا۔ اورانہوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بیٹے اور صالح نبی! مرحبا! پھر مجھے سدرۃ المنتہٰی لے جایا گیا تو اس کے پھل (بیر) مقام حجر کے مٹکوں جیسے تھے، اوراس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے کہا گیا یہی سدرۃ المنتہٰی ہے اسکی چار نہریں تھیں، دوظاہری اور دو باطنی۔ میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ نہریں کیسی ہیں؟ جواب دیا کہ باطنی نہریں تو جنت کی ہیں اورظاہری نہریں نیل اورفرات ہیں پھر مجھ پر بیت المعمور ظاہر فرمایا گیا پھر میرے سامنے ایک برتن میں شراب دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد پیش کیا گیا میں نے دودھ لے لیا، کہا یہ فطرت ہے لہٰذا آپ اورآپ کی امت فطرت پر قائم رہیں گے۔ پھر مجھ پر رات دن میں

الناس قبلک، وعالجت بنی اسرائیل أشد المعالجة فارجع الی ربک فاسئله التخفیف لأمتک، فرجعت فوضع عنی عشراً، فرجعت الیٰ موسیٰ، فقال: مثله، فرجعت فوضع عنی عشراً، فرجعت الی موسیٰ، فقال مثله، فرجعت فوضع عنی عشراً، فرجعت الی موسیٰ، فقال مثله، فرجعت فأمرت بعشر صلوات کل یوم، فرجعت الیٰ موسیٰ فقال مثله، فرجعت فأمرت بخمس صلوات کل یوم، فرجعت الیٰ موسیٰ، فقال: بم أمرتَ، قلت: أمرتُ

پچاس نمازیں فرض فرمادی گئیں۔ جب میں واپس لوٹا اور میرا گزر حضرت موسیٰ کے پاس سے ہوا تو پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ روزانہ پچاس نمازیں پڑھنے کا، کہنے لگے، آپ کی امت روزانہ پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی اور خدا کی قسم اس چیز کا آپ سے پہلے تجربہ کر چکا ہوں۔ اور بنی اسرائیل کے ساتھ اس امر کی بڑی کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔ آپ بارگاہ خداوندی میں واپس جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، میں واپس گیا تو دس نمازیں کم کردی گئیں، پھر حضرت موسیٰ کی طرف لوٹا اور اسی طرح گفتگو ہوئی۔ اور واپس لوٹا تو دس اور کم کردی گئیں۔ پھر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور اسی طرح کی گفتگو ہوئی۔ تو میں واپس لوٹا تو دس نمازیں مزید کم فرمادی گئیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ کے

بخمس صلوات كل يوم، فقال: ان أمتك لا تستطيع خمس صلوات كل يوم، واني قد جربت الناس قبلك، وعالجت بني اسرائيل اشد المعالجة، فارجع الى ربك، فاسأله التخفيف لامتك، قال: سألت ربي حتى استحييتُ ولكني أرضى وأسلم، قال: فلما جاوزتُ ناداني منادٍ: أمضيت فريضتي وخففت عن عبادي.

(شرح الزرقانی ص ۲۸ ج ۸)

پاس لوٹ کر آیا تو حسب سابق گفتگو ہوئی، پس لوٹا تو روزانہ دس نمازیں پڑھنے کا حکم فرمایا گیا۔ پھر میں واپس حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو پھر وہی گفتگو ہوئی تو میں واپس لوٹا اور روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اور میں آپ سے پہلے اس بات کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل پر سخت ترین کوشش کر کے دیکھ لی ہے، اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جایئے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال پیش کیجیے، فرمایا میں نے اپنے رب سے اتنی مرتبہ درخواست کی ہے کہ اب مجھے شرم محسوس ہونے لگی ہے۔ لہٰذا برضا ورغبت سر تسلیم خم کرتا ہوں، فرمایا، جب میں آگے بڑھا تو آواز آئی، میں نے اپنا فرض جاری فرمایا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی فرما دی۔

مذکورہ بالا حدیث، حدیث معراج کے نام سے مشہور ہے۔ اس حدیث کو متعدد کبار صحابہ نے روایت کیا ہے، مثلاً ابی ابن کعب، جابر ابن عبداللہ، بریدہ، سمرہ بن

جندب، ابن عباس، ابن عمر، ابن عمرو، ابن مسعود، ابن عمرو، حذیفہ ابن یمان، شداد ابن اوس، صہیب رومی، علی ابن ابی طالب، عمر بن خطاب، ابوامامہ، ابوایوب انصاری، ابوحبہ، ابوذر غفاری، ابوسعید خدری، ابوسفیان ابن حرب، ابوہریرہ، عائشہ، اسماء بنت ابی بکر صدیق، ام ہانی، ام سلمہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نیز بہت سے ائمہ اور محدثین نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کی تخریج کی ہے، جیسے امام احمد بن حنبل، امام مسلم، ابن مردویہ، امام نسائی، ابن ابی حاتم، ابن جریر، امام بیہقی، امام طبرانی، ابن سعد، سعید بن منصور، بزّار، عبداللہ بن احمر، ابویعلیٰ، امام ترمذی، حاکم، ابن ابی شیبہ، ابونعیم، ابوداؤد، ابن عساکر وغیرہم۔

حدیث معراج سے متعلق امام زرقانی نے فرمایا۔

حدیث المعراج أجمع علیه المسلمون واعرض عنه الزنادقة الملحدون .	حدیث معراج پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس حدیث سے صرف نظر انھیں لوگوں نے کیا جو ملحد اور بے دین ہیں۔
يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ. (سورہ صافات آیت ۸)	وہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ اپنا نور ضرور پورا فرمائے گا خواہ کافروں کو برا لگے۔

بخاری شریف کے علاوہ صحاح کی دوسری کتابوں میں بھی متعدد جگہوں پر معراج کا ذکر ہے۔

مثلاً مسلم شریف کی درج ذیل حدیث میں اس طرح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتیت موسیٰ لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم	شب اسریٰ میں حضرت موسیٰ کے پاس اس حال میں آیا کہ وہ ریت

يصلي في قبره (۱)

کے سرخ ٹیلہ کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

مسلم ہی کی دوسری حدیث میں ہے۔

فاذا موسىٰ قائم يصلي، فاذا رجل ضرب جعد كانه من رجال شنوءه ﮯ واذا عيسىٰ ابن مريم قائم يصلي اقرب الناس به شبهاً عروة ابن مسعود الثقفي واذا ابراهيم قائم يصلي اشبه الناس صاحبكم يعني نفسه. فحانت الصلوٰة فأممتهم، فلما فرغتُ من الصلوٰة قال لي قائل: يا محمد! هذا مالك صاحب النار فسَلِّمْ عليه فالتفتُّ اليه فبدأني بالسلام. (۲)

میں نے اپنے آپ کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، وہ درمیانہ قد گھنگھریالے بال والے ہیں گویا وہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور کیا دیکھتا ہوں کے عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور عروہ ابن مسعود ثقفی ان سے زیادہ مشابہ ہیں اور کیا دیکھتا ہوں کہ ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں جب میں نماز سے فارغ ہوگیا تو کسی نے کہا: اے محمد! یہ جہنم کے داروغہ مالک ہیں، انہیں سلام کیجیے، میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انھوں نے خود سلام میں پہل کی۔

اور نسائی میں حضرت انس ابن مالک سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

(۱) مسلم کتاب الفضائل باب فضائل موسیٰ (۲) مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح ابن مریم

ﮯ یمن کا ایک قبیلہ جس کے افراد گورے اور خوبصورت ہوتے تھے۔

ثم دخلت بيت المقدس فجمع لي الانبياء عليهم السلام فقدمني جبريل حتى أمتهم ثم صعد بي الى السماء الدنيا. (سنن نسائی کتاب الصلاۃ)	پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا جہاں سارے انبیا علیہم السلام میرے لیے جمع تھے تو جبریل نے مجھے آگے بڑھایا اور میں نے انبیا کی امامت کی اس کے بعد جبریل مجھے لے کر آسمان دنیا پر پہنچ گئے

یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن کثیر نے سورۂ اسراء کی تفسیر کے تحت معراج سے متعلق کثیر روایتوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

الحق انه عليه السلام أسرى به يقظة لا مناماً من مكة الى بيت المقدس.	حق یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو مکہ سے بیت المقدس تک بیداری میں سیر کرائی گئی نہ کہ خواب میں۔

اس کے بعد تھوڑا آگے یوں فرمایا۔

ثم هبط الى بيت المقدس وهبط معه الانبياء فصلى بهم فيه لما حانت الصلوٰة.	پھر نبی علیہ السلام بیت المقدس تشریف لائے اور ان کے ساتھ تمام انبیا تھے۔ جب نماز کا وقت ہوگیا تو بیت المقدس میں آپ نے تمام انبیا کی امامت فرمائی۔

بخاری و مسلم اور نسائی کی مذکورہ بالا روایتوں سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آسمانوں میں انبیاے کرام کی ملاقات بخاری کی روایت سے ثابت ہوئی۔

(۲) مختلف مقامات پر انبیاے کرام کی ملاقات اور بیت المقدس میں حضور کا انبیا کی امامت فرمانا حدیث مسلم سے ظاہر ہوا۔

(۳) حضور علیہ السلام کا ان انبیا سے ملاقات کرنا اور بیت المقدس میں ان کی امامت فرمانا نسائی کی حدیث سے واضح ہوا۔

امام بیہقی نے ان احادیث کی روشنی میں فرمایا کہ یہ ساری حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں کسی طرح کا کوئی اختلاف اور تعارض نہیں۔ کیوں کہ حضور نے اولاً موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں پھر حضرت موسیٰ اور دیگر انبیا کو بیت المقدس لایا گیا جس طرح حضور کو لایا گیا تو حضور نے انہیں دیگر انبیا کے ساتھ بیت المقدس میں پایا۔ پھر انہیں آسمانوں میں لے جایا گیا تو حضور نے انہیں آسمانوں پر بھی دیکھا جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ رہ گیا انبیاے کرام کا مختلف جگہوں پر نماز پڑھنا تو عقلاً یہ ممکن ہے محال نہیں۔

پھر اخیر میں امام بیہقی نے انہیں حدیثوں سے استدلال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وفی کل ذلک دلالۃ علیٰ حیاتھم. (۱) — یہ سبھی حدیثیں انبیا کی حیات پر دلالت کرتی ہیں۔

بنظر غائر دیکھنے کے بعد یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ مذکورہ احادیث صرف حیات انبیا ہی پر دلالت نہیں کرتی ہیں بلکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ انبیاے کرام کی موجودہ زندگی قوت وفضیلت میں ان کی دنیاوی زندگی سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔ کیوں کہ انبیاے کرام کا مختلف مقامات پر پایا جانا پھر بیت المقدس میں تشریف لے جانا پھر مختلف آسمانوں میں پہنچ جانا وہ بھی انتہائی کم وقت میں انتہائی سرعت کے ساتھ، اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ان کی موجودہ زندگی ان کی دنیاوی زندگی سے بدرجہا افضل واعلیٰ ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

(۱) حیات الانبیاء ص ۲۲ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ آیَاتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ. (سورہ اسراء آیت ا)	پاکی ہے اسے، جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

وہ سبحان عظیم ہے جو عاجزی اور ہر نقص وعیب سے منزہ ہے جو ہر شی پر قادر ہے اور جس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سیر کرائی، آسمانوں کی بلندیوں پر لے گیا۔ وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ انبیاے کرام کو ان کے جسموں کے ساتھ مختلف مقامات پر پہنچادے، اور بیت المقدس سے آسمانوں کی بلندیوں تک لے جائے۔

لہٰذا انبیاے کرام کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا اور زمین سے آسمان تک انتہائی سرعت کے ساتھ پہنچنا ان کی قوی تر اور افضل زندگی پر دلالت کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ صحابہ جنھوں نے حدیث معراج کی روایت کی یا اس کو سنا ان کا اعتقاد تھا کہ انبیاے کرام حیات حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں کیونکہ انہیں بداہۃً معلوم تھا کہ رکوع سجدے والی نماز کے لیے زندہ جسم کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ نبی علیہ السلام کا آسمانوں کی سیر کرنا اور آسمانوں پر انبیاے کرام سے ملاقات کرنا یہ سب جسمانی تھا نہ کہ روحانی۔

اسی لیے واقعۂ معراج اور حدیث اسراء سے بہت سے ائمۂ کرام، محدثین عظام اور علمائے اسلام نے حیات انبیا پر استدلال کیا۔

ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(ا) امام بیہقی واقعۂ معراج اور حدیث اسراء کے تناظر میں فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم   بلاشبہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رأى موسىٰ عليه السلام قائماً يصلي في قبره ثم رآه مع سائر الانبياء عليهم السلام في بيت المقدس ثم راٰهم في السماوات والله تبارك وتعالىٰ فعال لما يريد. (۱)

نے حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں، پھر انہیں سارے انبیا کے ساتھ بیت المقدس میں دیکھا پھر انہیں آسمانوں میں دیکھا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ جو چاہے کرے۔

(۲) ابن قیم اپنے عقیدے کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

وقد صح انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رأى موسىٰ عليه السلام قائمايصلي في قبره ليلة الاسراء. (۲)

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسراء حضرت موسیٰ کو ان کی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھتے دیکھا۔

(۳) امام عبدالوہاب شعرانی تصریح فرماتے ہیں۔

فانه صلى الله عليه وسلم قال: رأيت آدم رأيت موسىٰ رأيت ابراهيم واطلق. وما قال رأيت روح آدم ولاروح موسىٰ فراجع صلى الله عليه وسلم موسىٰ في السماء وهو بعينه في قبره في الارض. (۳)

حضور علیہ السلام نے مطلقا فرمایا کہ میں نے حضرت آدم، حضرت موسیٰ، اور حضرت ابراہیم کو دیکھا۔ یہ نہیں فرمایا کہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کی روح کو دیکھا اس سے ظاہر ہے کہ حضور نے آسمان میں حضرت موسیٰ کی طرف مراجعت کی جب کہ حضرت موسیٰ بعینہ زمین پر اپنی قبر میں بھی موجود تھے۔

یعنی آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت آدم، حضرت موسیٰ

(۱) حیاۃ الانبیاء ص ۱۹۔ (۲) الروح ص ۷۴۔ (۳) الیواقیت والجواہر ص ۳۶ ج ۲۔

حضرت ابراہیم کو حقیقۃً ان کے جسموں کے ساتھ مختلف جگہوں پر دیکھا۔

(۴) امام جلال الدین سیوطی، شیخ بدرالدین ابن الصاحب کے حوالے سے ان کی تصنیف ''حیات انبیا'' سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

هذا صريح في إثبات الحياة لموسىٰ في قبره فانه وصفه بالصلوٰة وانه قائم، ومثل ذلك لا يوصف به الروح وانما يوصف به الجسد وفي تخصيصه بالقبر دليل على هذا فانه لو كان من اوصاف الروح لم يحتج لتخصيصه بالقبر. (۱)	یہ حدیث صراحۃً ثابت کرتی ہے کہ حضرت موسیٰ اپنی قبر میں زندہ ہیں، کیونکہ نماز پڑھنا، قیام کرنا، اور اس کے مثل یہ سب جسم کی صفت ہیں روح کی نہیں۔ نیز قبر کی تخصیص بھی اس پر واضح دلیل ہے، کیونکہ مذکورہ چیزیں اگر روح کی صفت ہوں تو پھر قبر کی تخصیص کی کوئی حاجت نہیں۔

(۵) علامہ محمد ابن یوسف صالحی شامی فرماتے ہیں کہ علامہ جمال الدین محمود ابن جملہ نے فرمایا۔

هذا الحديث صريح في اثبات الحياة لموسىٰ عليه السلام، فانه وصفه بالصلوٰة وذكر انه كان قائماً ومثل هذا لا يوصف به الروح فقط وانما يوصف به مع الجسد فانه لا يقوم يصلي الا بعودة الروح اليه فتلك كرامة	حدیث معراج حضرت موسیٰ کی حیات کو صاف اور صریح طور پر ثابت کرتی ہے، کیونکہ ان کا نماز پڑھنا، قیام کرنا اور اس قسم کی چیزیں صرف روح کی نہیں بلکہ روح مع جسم کی صفت ہیں، اس لیے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جسم میں روح لوٹائے بغیر ممکن نہیں، لہٰذا

(۱) زہر الربی شرح سنن النسائی ص ۲۴۳ ج ۱۔

عظيمة ، فانه يفسح له في قبره، فيكون عمله في العبادة متصلا بعد وفاته و هذه الرؤية رؤية عين لأن مذهب أهل السنة أن الاسراء كان بالجسد. (۱)

یہ ان کا عظیم اعزاز ہے پھر چونکہ ان کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے اس لیے بعد وفات بھی ان کی عبادت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور اس رویت سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے کیونکہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ معراج جسمانی تھی نہ کہ روحانی

(۶) امام حافظ عبد الغنی مقدسی حنبلی صاحب ''عمدہ'' سے کسی نے سوال کیا۔

''هل صلى باجساد هم ام بارواحهم'' یعنی حضور نے انبیا کے جسموں کی امامت فرمائی یا روحوں کی، تو آپ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا۔

ان مذهب اهل الحق القائلين بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الاسراء كانت برسول الله ﷺ بجسده وروحه يقظة لا مناما فقد ورد به القرآن العزيز وورد به الخبر الصحيح، قال الله تعالىٰ : سُبْحَانَ الَّذِىْٓ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا.
(سورہ اسراء آیت ۱)

اہل حق جو سنت رسول کو دلیل مانتے ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ شب معراج رسول علیہ السلام کو بحالت بیداری جسم وروح کے ساتھ سیر کرائی گئی نہ کہ خواب میں، یہی قرآن اور حدیث صحیح میں وارد ہے۔ ارشاد خداوندی ہے، پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصی تک۔

اور اس سلسلے میں احادیث صحیحہ متواتر ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ انبیاے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(۱) سبل الھدیٰ والرشاد ص ۶۳ ۷ ج ۱۲۔

امام حافظ عبدالغنی مقدسی حنبلی نے اوس ابن اوس کی حدیث روایت کرنے کے بعد فرمایا۔ یہ حدیث حسن ہے، صحیح ہے، اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا، نیز امام مسلم نے حضرت انس سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مررت ليلة أسرى بى على موسىٰ وهو قائم يصلى فى قبره.	یعنی میں شب معراج حضرت موسیٰ کے پاس سے گزرا اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

کھڑا ہونا اور نماز پڑھنا اور اس قسم کی دوسری چیزیں یہ سب جسم کی صفات ہیں نہ کہ روح کی۔

نیز امام مسلم نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث حسن جو اسراء سے متعلق ہے اس میں فرمایا۔

فدخلت المسجد فعرفت النبيين ما بين قائم وراكع وساجد.	پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا تو انبیائے کرام کو قیام، رکوع اور سجدے کی حالت میں پایا۔

بہت سی صحیح حدیثوں میں یہ بھی وارد ہے کہ حضرت آدم و حضرت ابراہیم نے شب معراج حضور علیہ السلام سے ملاقات کے وقت یہ فرمایا۔

مرحباً بالابن الصالح	صالح بیٹے مرحبا!

یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جب حضور علیہ السلام، حضرت موسیٰ سے ملاقات کر کے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ رو پڑے، نیز حضور علیہ السلام نے بعض انبیائے کرام کے تذکرہ کرتے ہوئے یوں فرمایا۔

رأيتُ موسىٰ قائماً يصلى كانه من رجال شنوءه ورأيتُ	میں نے حضرت موسیٰ کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا گویا وہ شنوءہ

عیسیٰ قائما یصلی کانه عروة بن مسعود الثقفی واما ابراهیم فاشبه الناس بصاحبکم یعنی نفسه.

کے لوگوں میں سے ہیں۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا گویا وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں، اور حضرت ابراہیم کو دیکھا تو میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں۔

مذکورہ احادیث میں کھڑا ہونا، نماز پڑھنا، خوش آمدید کہنا، اشخاص کے مشابہ اور ہم شکل ہونا، اور اس قسم کی دوسری چیزیں جو بیان کی گئی ہیں یہ سب جسم کی صفت ہیں، یہ چیزیں روح کی صفت نہیں بن سکتیں۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، شب معراج پچاس وقت کی نمازیں لے کر حضرت موسیٰ سے ملے تو حضرت موسیٰ نے عرض کیا:

انی جربتُ الناس قبلک وعالجتُ بنی اسرائیل اشد المعالجة فارجع الی ربک فاسئله التخفیف.

میں آپ سے پہلے اس بات کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل پر سخت کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔ پھر اپنے رب کے پاس جا کر کم کرائیے۔

اور حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ کی گذارش پر متعدد بار ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نماز رہ گئی اور ناممکن ہے کہ یہ گفتگو حضرت موسیٰ کی روح سے ہو، جسم سے نہ ہو، کیونکہ اس بات کا قائل نقل اور عقل کا مخالف ہے۔ نیز حضور نے انبیا کو جسموں کے ساتھ دیکھا ان کی صفت بھی بیان فرمائی، انہیں خطاب بھی فرمایا اور انھوں نے بھی حضور کو خطاب کیا تو کیا ان سب کے باوجود حضور نے بغیر جسم کے صرف ان کی روحوں کی امامت فرمائی؟ یہ بات عقل وفہم سے بعید ہے۔



لفظ ''صلوٰۃ'' کی لغوی اور شرعی تشریح

صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا ہے اور شریعت میں ''صلوٰۃ'' ارکان مخصوصہ یعنی قیام، قراءت، رکوع، سجود وغیرہ کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ روحوں کا کھڑا ہونا بیٹھنا، جھکنا، سجدہ کرنا نہ عقلاً ممکن ہے نہ شرعاً ثابت۔ تو کس قدر مبارک ہے وہ ذات جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاص کیا جو اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کی مخلوق سے چنے ہوئے ہیں۔

اگر کوئی معترض یہ اعتراض کرے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیسے بیت المقدس میں انبیا کی امامت فرمائی اور پھر انہیں آسمانوں میں بھی دیکھا؟

تو ہم جواب میں کہیں گے کہ جس ذات نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ، تمام آسمانوں، سدرۃ المنتہیٰ، بلکہ قاب قوسین اور اس سے بھی بہت قریب تک کی سیر کرادی، پھر صبح ہونے کے پہلے پہلے مکہ بھی پہنچادیا اسی ذات نے ہمارے نبی کی تمام انبیاے کرام سے اپنی مشیت کے مطابق ملاقات بھی کرادی اور جہاں چاہا انبیاے کرام کو ہمارے نبی کے لیے جمع بھی فرمادیا، کس قدر پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت کا احاطہ نہیں، جس کی عظمت کی کوئی انتہا نہیں اور جس کی حقیقت کا ادراک ممکن نہیں، وہ ہر شی پر قادر ہے، کوئی شی اس کے مثل نہیں وہ سنتا جانتا ہے۔(۱)

(۷) امام تقی الدین سبکی لکھتے ہیں۔

ہم نے حیات انبیا کا عقیدہ کثیر علما کے حوالہ سے ذکر کردیا ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا روشن دلیل ہے، کیونکہ نماز پڑھنے کے لیے زندہ جسم کی ضرورت ہے اسی طرح حدیث اسراء میں انبیا سے متعلق جو اوصاف مذکور

(۱) سبل الھدیٰ والرشاد ص ۳۶۰، ۳۶۱ ج ۱۲ ملخصاً۔

ہیں وہ سب جسم کی صفت ہیں اور انبیاے کرام کے حقیقۃً زندہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں کھانے پینے کی ضرورت ہو جس طرح دنیا میں وہ کھاتے پیتے تھے۔ لہٰذا انبیاے کرام کی حقیقی زندگی کے ثبوت سے عقلاً کوئی چیز مانع نہیں۔ (۱)

(۸) امام ذہبی فرماتے ہیں:

موت کے بعد زندہ رہنا اور قبروں میں نماز پڑھنا صرف انبیا ہی کے لیے ثابت نہیں، بلکہ امت کے دوسرے افراد کے لیے بھی ثابت ہے۔ حماد بن سلمہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ دعا کرتے تھے۔

اللّٰھُمَّ ان کنت أعطیت أحداً الصلاۃ فی قبرہ فأعطنی الصلاۃ فی قبری. (۲)

اے اللہ! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز ادا کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے تو مجھے بھی قبر میں نماز ادا کرنے کا موقع عطا فرما!

روایتوں میں ہے کہ حضرت ثابت بنانی (تابعی) رضی اللہ عنہ کی یہ دعا مقبول ہوئی اور بعد وفات انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھا گیا۔ یہی واقعہ ایک دوسری روایت میں ابو بشر سے مروی ہے، انہوں نے شیبان ابن جسر سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے فرمایا، میں ان لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کو ان کی قبر میں اتارا پھر میں ایک کچی اینٹ اٹھا کر اس کو ٹھیک کرنے لگا تو اچانک قبر میں دیکھتا ہوں کہ ثابت بنانی اس میں نماز پڑھ رہے ہیں، پھر میں نے اینٹ کو اس کی جگہ پر رکھ کر برابر کر دیا اور ان کے گھر والوں سے پوچھا کہ ثابت بنانی اپنے رب سے کس چیز کی دعا مانگا کرتے تھے؟ تو ان کی اہلیہ نے بتایا کہ وہ ہمیشہ یہی دعا مانگا کرتے تھے۔

اللھم ان کنت اعطیت أحداً

اے اللہ! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز

(۱) شفاء السقام ص ۱۹۱، ۱۹۲ ملخصاً۔ (۲) سبل الھدیٰ والرشاد ص ۳۶۷ ج ۱۲

الصلاة فی قبرہ فأعطنی ذلک (۱)	ادا کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے تو مجھے بھی عطا فرما!

یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے، اس لیے اس کی صحت اور ثقاہت میں کوئی شبہہ نہیں۔

جمعہ کے دن نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے کی فضیلت

جمعہ کے دن حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے کی فضیلت میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں۔ اور انھیں دیکھنے والے ہر شخص پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی بلکہ تمام انبیا کی زندگی نص صریح اور دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

ابوداؤد نے اوس ابن اوس سے تخریج کی، انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

افضل ایامکم الجمعة، فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فأكثروا علىّ من الصلاة فيه، فان صلاتكم معروضة علىّ. قالوا: وكيف تعرض صلوتنا عليك وقد مت؟ فقال: ان الله قد حرم على الارض ان تأكل اجساد الانبياء. (۲)	تمام دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم پیدا ہوئے، اسی دن وفات پائی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن قیامت قائم ہوگی، اس لیے جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا جب کہ آپ اس دنیا میں نہ ہوں گے؟ تو حضور نے فرمایا: بیشک اللہ نے زمین پر انبیا کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔

(۱) سیر اعلام النبلاء ص ۵۴ ج ۶ ملخصاً۔ (۲) سنن ابی داؤد باب الصلوٰۃ ۲۰۱، وتر ۲۶، ۱۹

امام نسائی نے باب الجمعہ میں ابن ماجہ نے باب الاقامۃ اور جنائز میں اس حدیث کی تخریج کی ہے۔امام دارمی نے باب الصلاۃ میں، امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اس حدیث کو بیان کیا ہے، امام بیہقی نے دعوات کبیر میں، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا، امام حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے، امام ذہبی نے اس کی موافقت کی اور امام نووی نے اس کو صحیح قرار دیا۔(۱)

فاضل جلیل علامہ محمد عباس نے اس حدیث کی مزید تخریجات قلمبند کیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں۔

(۲) امام بیہقی نے شعب الایمان، سنن کبریٰ اور سنن صغیر میں۔

(۳) ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں۔

(۴) حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں۔

(۵) امام قاضی اسماعیل نے اپنی کتاب میں۔

(۶) امام نسائی نے سنن کبریٰ میں۔

(۷) طبرانی نے معجم کبیر میں۔

یہ حدیث اس بات پر نص صریح اور دلیل قطعی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام دوسرے انبیاے کرام زندہ ہیں۔

ائمہ کرام، محدثین عظام اور علماے اعلام کی اتنی بڑی تعداد نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا کہ ان کا احاطہ مشکل ہے۔ مثلاً

امام حاکم نے اپنی مستدرک میں فرمایا۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ لیکن ان دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔(۲)

(۱) شرح حیاۃ الانبیاء لفرید عبد العزیز الجندی ص ۲۳۔(۲) مستدرک الحاکم ص ۵۶۰ ج ۴۔

امام ذہبی نے حاکم کی تصحیح کو باقی رکھتے ہوئے فرمایا: یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔(۱)

امام نووی نے ''اذکار'' میں تصریح فرمائی کہ یہ حدیث سنن ابوداؤد، سنن نسائی، اور ابن ماجہ میں سندوں کے ساتھ مروی ہے اور صحیح ہے۔(۲)

علامہ شہاب الدین خفاجی اس حدیث سے متعلق فرماتے ہیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، امام احمد بن حنبل اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔(۳)

شیخ مجد الدین فیروز آبادی صاحب ''قاموس'' اس حدیث کی صحت کی توثیق کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

ونص علی صحته جماعة من الحفاظ. (۴)	حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اس حدیث کی صحت کی تصریح فرمائی ہے۔

صاحب قاموس کی کتاب مذکور (الصلات والبشر) میں ایسے دلائل وبراہین کثرت سے جمع کر دیے گئے ہیں جو اس عقیدے کو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ انبیاے کرام اپنے مبارک جسموں کے ساتھ زندہ ہیں، انہیں میں سے ایک دلیل اوس ابن اوس کی حدیث ہے، جو ماسبق میں گذر چکی کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر انبیا کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے، لہٰذا یہ حدیث حیات انبیا پر واضح دلیل ہے، نیز جس عقیدے کو ہم نے ماسبق میں ثابت کیا اور اس کے روشن دلائل ذکر کیے یہی بہت سے اہل علم کا عقیدہ ہے جیسے،

امام بیہقی، استاذ ابوالقاسم قشیری، امام ابوحاتم ابن حبان، ابوطاہر حسین ابن علی ازدستانی، شیخ تقی الدین ابوعمرو ابن صلاح، شیخ محی الدین نووی، حافظ محب الدین

(۳۲) تلخیص المستدرک علی المستدرک ص ۲۷۸ ج ۱ (۳۳) کتاب الأذکار ص ۱۶۰
(۳۴) نسیم الریاض ص ۵۰۲ ج ۳۔ (۳۵) الصلات والبشر ص ۴۷۔

طبری وغیرہم۔(۱)

قاضی شوکانی فرماتے ہیں: جن حدیثوں میں جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے کا ذکر ہے اور اس بات کا ذکر ہے کہ آپ پر درود پیش ہوتا ہے، اور آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں، انہیں حدیثوں کی روشنی میں محققین کی ایک جماعت نے اس بات کا قول کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد وفات بھی زندہ ہیں، اپنی امت کی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں، اور یہ کہ انبیا دائمی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ مطلق ادراک مثلاً علم، سماع، سارے مردوں کے لیے ثابت ہے۔(۲)

مشہور محدث اور امام احمد ابن حجر ھیتمی فرماتے ہیں: اس حدیث کو ابن خزیمہ، ابن حبان، اور حاکم نے اپنی اپنی صحیح میں ذکر کیا۔

امام احمد ابن حجر ھیتمی مزید آگے فرماتے ہیں: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے، مگر ان دونوں اماموں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

امام نووی نے بھی ''اذکار'' میں اس کو صحیح قرار دیا ہے،

امام عبد الغنی اور منذری نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن دحیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح اور محفوظ ہے، اور اس کے سب راوی عادل ہیں۔(۳)

علامہ ملا علی قاری مکی نے بھی ابن حجر کی تصحیح کو نقل کیا اور ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا:

صحیح علی شرط البخاری (۴) — یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

شیخ ابو عبد اللہ ابن احمد بن عبد الہادی جو ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں، اس حدیث کی

(۱) الصلاۃ والبشر ص ۱۴۴۔ (۲) نیل الاوطار ص ۲۸۲ ج ۳۔

(۳) الجوہر المنظم ص ۲۰۔ (۴) المرقاۃ: ص ۲۳۸/۲۳۹ ج ۳۔

صحت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

فیکون الحدیث الذی رواہ حسین بن جابر عن ابی الأشعث عن اوس صحیحا، لأن رواته کلهم مشهورون بالصدق والأمانة والثقة والعدالة ولذلک صَحَّحَهُ جماعة من الحفاظ کأبی حاتم ابن حبان والحافظ عبدالغنی المقدسی وابن دحیة وغیرهم ولم یأت من تکلم فیه. (۱)

جو حدیث حسین ابن جابر نے ابوالأشعث سے روایت کی اور ابو الاشعث نے اوس ابن اوس سے روایت کی وہ صحیح ہے، کیونکہ اس کے تمام راوی صداقت و امانت اور ثقاہت وعدالت میں مشہور ہیں، اسی لیے حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا، جیسے ابو حاتم ابن حبان، حافظ عبدالغنی مقدسی اور ابن دحیہ وغیرہم اور اس حدیث کے راویوں میں کوئی ایسا راوی نہیں جس پر جرح کی گئی ہو۔

اس حدیث کے چند شواہد بھی ہیں

پہلی حدیث: ۔اس حدیث کو ابن ماجہ نے حضرت ابودرداء سے ثقہ راویوں سے روایت کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثِرُوا من الصلاة عليّ يوم الجمعة فانه يوم مشهودٌ، تشهده الملائكة وانّ أحداً لن يصلى الا

جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے، اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں، اور کوئی بھی شخص جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اس

(۱) الصارم المنکی ص ۲۷۵/۲۷۶۔

عُرِضَتْ عليّ صلاته حتى يفرغ، قلت وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت، ان اللّٰه حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء. (۱)	کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، جب تک وہ درود سے فارغ نہ ہو جائے، میں نے کہا: اور موت کے بعد؟ تو حضور نے فرمایا! موت کے بعد بھی، اس لیے کہ اللہ نے زمین پر انبیا کے جسموں کا کھانا حرام فرما دیا ہے۔

دوسری حدیث: اس حدیث کو امام بیہقی نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

أكْثِرُوْا الصلاة عليّ في يوم الجمعة فانه ليس أحد يصلي عليّ يوم الجمعة الّا عُرِضَتْ عليّ صلاته. (۲)	جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کیونکہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

تہذیب التہذیب میں علامہ ابن حجر نے حدیث مذکور کے بارے میں لکھا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں (۳)

امام سخاوی نے کہا کہ ابن ماجہ نے اس حدیث کی تخریج کی اور اس کے سبھی راوی ثقہ ہیں (۴)

تیسری حدیث: اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

أكْثِرُوْا الصلاة عليّ يوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائكة، ليس من عبد	جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں، کہیں

(۱) شرح الزرقانی علی المواہب: ص ۳۷۳ ج ۷۔ (۲) شرح حیاۃ الانبیاء لفرید الجندی ص ۲۴۔
(۳) تہذیب التہذیب ص ۳۹۸ ج ۳۔ (۴) القول البدیع ص ۱۵۸۔

يصلي عليّ الّا بلغني صلاته حيث كان، قلنا! و بعد فاتك؟ قال! و بعد وفاتي، إن اللّه حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء. (۱)	سے بھی کوئی آدمی مجھ پر درود بھیجتا ہے، تو اس کا درود مجھ پر پہنچتا ہے، ہم نے کہا! اور آپ کی وفات کے بعد؟ فرمایا وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ نے زمین پر انبیا کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔

ابن قیم نے بھی اپنی کتاب ''جلاء الافہام'' میں اس حدیث کو اپنے موضوع کے اثبات میں پیش کیا ہے۔ (۲)

خلاصۂ حدیث:

حدیث مذکور سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

﴿۱﴾ انبیاے کرام زندہ ہیں اور ان کے اجسام تغیر سے پاک ہیں۔

﴿۲﴾ انبیاے کرام کے مبارک اجسام اپنے دنیوی حال پر باقی ہیں، اور ان میں ادراک مثلاً علم، سماع کی قوت بھی ہے۔

﴿۳﴾ انبیاے کرام کی ارواح ان کے جسموں میں قبر کے اندر لوٹ چکی ہیں، اور یہ حضرات قوی تر زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔

﴿۴﴾ صلاۃ وسلام حضور پر پیش ہوتا ہے، بالخصوص جمعہ کے دن۔

نبی علیہ السلام، سلام کا جواب دیتے ہیں

امام احمد ابن حنبل، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من أحد يُسَلِّمُ عليّ الّا	جو بھی مجھ پر سلام عرض کرتا ہے میں اس

(۱) القول البدیع ص ۱۵۸/۱۵۹۔

(۲) جلاء الافہام ص ۷۳۔

رَدَّ اللّٰـه روحی حتی أرُدَّ کا جواب دیتا ہوں، اس لیے کہ اللہ عزوجل نے میری روح کولوٹادیا ہے۔ علیہ السلام. (۱)

اس حدیث کومتعددائمہ کرام نے بیان کیا اور اس کو صحیح قرار دیا مثلاً ابوداؤد نے کتاب المناسک میں۔

امام بیہقی۔نے شعب الایمان، سنن کبری، اور سنن صغیر میں۔

طبرانی نے معجم اوسط میں۔

ابونعیم نے تاریخ اصبہان میں۔

منذری نے''الترغیب والترہیب''میں۔

ضیاء مقدسی نے فضائل الاعمال میں۔(۲)

امام نووی نے کہا کہ اس حدیث کو ابوداؤد نے بسند صحیح راویت کیا (۳)

علامہ زرقانی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا (۴)

امام تقی الدین سبکی نے بھی اس کی صحت کی تصریح کی۔(۵)

علامہ ابن یوسف صالحی نے اس کی صحت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا! اس حدیث کو امام احمد بن حنبل، ابوداؤد اور بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا (۶)

ابن قیم نے کہا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے (۷)

امام قاسم ابن قطلو بغا حنفی نے اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس حدیث کو امام احمد ابن حنبل اور ابوداؤد نے راویت کیا اور اس کی سند صحیح ہے (۸)

حدیث مذکور کا معنی یہ ہے کہ میری امت کا کوئی بھی فرد جب مجھ پر سلام عرض

(۱) مسند امام احمد بن حنبل ۲/ ۲۲۷۔ (۲) شرح حیاۃ الانبیاء للشیخ العلامہ محمد عباس ص ۳۰۱ (۳) ریاض الصالحین ص ۳۸۴۔ (۴) شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ص ۳۰۸، ج ۸۔ (۵) شفاء السقام ص ۱۴۱۔ (۶) سبل الہدیٰ والرشاد ص ۳۵۶ ج ۱۲۔ (۷) جلاء الافہام ص ۱۹۔ (۸) التعریف والاخبار فی تخریج احادیث الاختیار ص ۱۰۵۔

کرتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں کیونکہ میرے رب نے میری روح لوٹا دی ہے اور میں زندہ ہوں سلام عرض کرنے والوں کا جواب دیتا ہوں،

حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں یعنی روح کا بدن میں لوٹانا کیونکہ یہ معنی احادیث صحیحہ کے خلاف ہے، حدیث کا ظاہری معنی کیوں مراد نہیں؟ اس کی متعدد وجہیں علامہ جلال الدین سیوطی نے بیان کی ہیں۔

پہلی وجہ: حدیث مذکور میں ''رد روح'' سے روح کا بدن سے جدا ہو کر پھر اس میں واپس آنا ہرگز مراد نہیں، کیونکہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم برزخ میں عالم بالا کے احوال میں مشغول ہیں اور اپنے رب کے مشاہدے میں مستغرق ہیں، جیسے دنیا میں نزول وحی اور کچھ دوسرے مخصوص اوقات میں یہی کیفیت آپ پر طاری رہتی تھی، اسی مشاہدۂ ذات اور استغراق کی کیفیت سے نکلنے کو ''ردِ روح'' سے تعبیر کیا گیا، اس بات کی تائید بعض علما کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ واقعۂ اسراء سے متعلق بعض حدیثوں میں ''فَاسْتَيْقَظْتُ وَ اَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَام'' وارد ہے، اور یہاں ''استیقاظ'' سے مراد نیند سے بیدار ہونا نہیں، کیونکہ یہ معراج بیداری میں ہوئی، خواب میں نہیں، بلکہ اس جگہ استیقاظ سے مراد یہ ہے کہ عالم ملکوت کے عجائب دیکھنے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر جو وارفتگی کی کیفیت طاری ہو گئی تھی، وہ کیفیت ختم ہو گئی ''استیقاظ'' سے اسی کیفیت کا ختم ہونا مراد ہے۔

دوسری وجہ: حدیث مذکور میں ''رد روح'' سے اس کا ظاہری معنی مراد کیوں نہیں ہے؟ اس کی دوسری وجہ جو قوی تر ہے، اور اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جو عربی قواعد پر گہری نظر رکھتا ہو وہ یہ ہے کہ حدیث کا یہ ٹکڑا ''رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ'' حال واقع ہے اور عربی کا قاعدہ ہے کہ فعل ماضی جب حال واقع ہو تو اس پر ''قد'' کا آنا ضروری ہے، اور جہاں لفظاً ''قد'' نہ ہو وہاں ''قد'' مقدر مانا جائے گا، جیسے اللہ تعالی کے اس قول میں

(۱) انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء ص ۳۹، ۴۰ ملخصاً۔

''أَوْ جَاءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ'' ''أَيْ قَدْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ'' مذکورہ قاعدہ کی روشنی میں ''رَدَّ اللّٰہ'' سے پہلے ''قد'' مقدر ہوگا اور چونکہ یہ جملہ ماضی ہے اس لیے، ''مامن أحدٍ یُسَلِّمُ علیّ'' پر سابق ہوگا اور ''حتّٰی'' اس جگہ تعلیل کے لیے نہیں محض عطف کے لیے ہے اور ''واو'' کے معنی میں ہے تو اب تقدیر عبارت یوں ہوگی، ''مامن أحدٍ یُسَلِّمُ علیّ الّا قد رَدَّ اللّٰہُ علیَّ روحی قبلَ ذلک فأرُدُّ عَلَیہ'' جس کا ترجمہ یہ ہوگا، جو بھی مجھ پر سلام عرض کرتا ہے میں اس کا جواب دیتا ہوں، اس لیے کہ اللہ نے اس سے پہلے میری روح کو لوٹا دیا ہے، اور حدیث کے ظاہر سے جو شبہہ پیدا ہوا تھا، وہ حدیث مذکور کے اس جملہ ''رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ'' کو حال یا استقبال کے معنی میں سمجھنے اور ''حتّٰی'' کو تعلیلیہ ماننے کی وجہ ہی سے پیدا ہوا تھا، حالانکہ ایسا نہیں ہے یعنی مذکورہ جملہ نہ تو حال یا استقبال کے معنی میں ہے نہ ہی ''حتّٰی'' تعلیلیہ ہے۔ لہذا جو تقریر ہم نے اوپر کی ہے اس سے یہ شبہہ سرے سے ختم ہوگیا اور معنیً اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اگر ''رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ'' کو حال یا استقبال کے معنی میں لیا جائے تو لازم آئے گا کہ سلام کی تکرار سے رد روح بھی مکرر ہو اور رد روح کا مکرر ہونا بار بار جسم سے روح کے خروج کو مستلزم ہے اور بار بار جسم سے روح کے خروج کی تقدیر پر چار خرابی لازم آئے گی۔

پہلی خرابی: بار بار روح کے نکلنے سے جسد اطہر کو تکلیف ہوگی اور اگر تکلیف نہیں تو کم از کم منصب رسالت کی تعظیم وتکریم کے خلاف ہوگا۔

دوسری خرابی: شہدا وغیرہم کے سلسلے میں سارے علما نے اس مفہوم کو مسترد کیا ہے۔ کیونکہ شہدا وغیرہم کے لیے کہیں یہ ثابت نہیں کہ عالم برزخ میں ان کی روح جسم سے بار بار نکلتی اور لوٹتی ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو ہر اعتبار سے شہدا سے ارفع واعلیٰ ہیں ان کی روح جسد اطہر میں کیوں دائمی طور پر نہیں رہ سکتی؟۔

تیسری خرابی: یہ مفہوم قرآن کے مدلول کے خلاف ہے، کیونکہ قرآن سے صرف دو مرتبہ مرنا، دو مرتبہ زندہ ہونا ثابت ہے، اور روح کے بار بار مکرر ہونے کی صورت میں متعدد موتیں ثابت ہوں گی جو قرآن کے منطوق کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

چوتھی خرابی: یہ مفہوم احادیث صحیحہ متواترہ کے بھی خلاف ہے اور جس حدیث کا ظاہری مفہوم قرآن اور حدیث متواتر کے خلاف ہو اس میں مناسب تاویل ضروری ہے، اور اگر کوئی مناسب تاویل نہ ہو تو اس حدیث کو مردود اور باطل قرار دیا جائے گا، لہٰذا حدیث مذکور کو اسی مفہوم پر محمول کرنا واجب ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ (۱)

اس آخری جواب کے بارے میں امام بیہقی نے فرمایا:

وبهذا جزم الامام العلامة جمال الدين محمود ابن جملة خطيب الجامع الأموى في "كتاب الصلاة على النبي" صلى الله عليه وسلم. (۲)	امام علامہ جمال الدین محمود ابن جملہ خطیب جامع اموی نے "کتاب الصلاۃ علی النبی" میں اسی پر جزم کیا ہے۔

امام سیوطی حدیث مذکور کی توجیہات ذکر کرنے کے بعد آخر میں رقم طراز ہیں:

ثم بعد ذلك رأيتُ الحديث مخرجا في كتاب "حياة الانبياء" للبيهقي بلفظ "اِلَّا وَقَدْ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ روحي" فصُرِّحَ فيه بلفظ "وقد" و قوى أن رواية	پھر اس کے بعد حدیث مذکور کو امام بیہقی کی کتاب "حیاۃ الانبیاء" میں ان لفظوں کے ساتھ مندرج پایا! "اِلَّا وَقَدْ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ روحي" جس میں لفظ "وقد" کی صراحت کردی گئی ہے، اب یہ بات باقوت

(۱) انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء ص ۳۸/۳۹ ملخصاً۔ (۲) انباء الاذکیاء ص ۴۶۔

اسقاطها محمولة على على اخبارها وأن حذفها من تصرف الرواة . (۱)	ہوگئی کہ بغیر "قد" والی روایت کا معنی وہی ہے جو "قد" والی روایت کا ہے، اور اس "قد" کا روایت سے حذف ہونا راویوں کا تصرف ہے۔

اب حدیث کا معنی یہ ہوا کہ اللہ نے وصال کے بعد ان کی روح لوٹا دی ہے، اور وہ دائمی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو زندہ ہونے کی وجہ سے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اس معنی کی تقدیر پر یہ حدیث، اُن حدیثوں کے مطابق ہوگئی جن سے قبر میں انبیا کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے۔ (۲)

عام مومنین بھی سلام کا جواب دیتے ہیں

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ سلام کا جواب دینا صرف نبی علیہ السلام یا دیگر انبیاے کرام کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ عام مومنین بھی عالم برزخ میں سلام کا جواب دیتے ہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں ایک صحیح حدیث مروی ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

ما من احد يَمُرُّ بقبر اخيه المؤمن ومن كان يعرفه في الدنيا فيسلمه عليه اِلّا وَرَدَّ . عليه السلام . (۳)	جو بھی اپنے کسی مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے یا کسی بھی ایسے شخص کی قبر سے جس سے دنیا میں شناسائی تھی پھر یہ سلام کرتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ کیا عام مومنین بھی اسی طرح سلام کا جواب دیتے ہیں جس

(۱) انباء الاذکیاء ص ۴۶۔ (۲) انباء الاذکیاء ص ۶۴۔ (۳) شرح الزرقانی ص ۲۰۳ ج ۱۲۔

طرح انبیاے کرام، شہداے عظام سلام کا جواب دیتے ہیں، یا اس میں کچھ فرق ہے؟
اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاے کرام، شہدائے اسلام حقیقۃً جسم وروح کے ساتھ سلام کا جواب دیتے ہیں جب کہ عام مومنین کی یہ شان نہیں ہوتی کیونکہ ان کی روحیں جسموں میں نہیں رہتی ہیں۔ ہاں ان روحوں کا اپنے جسموں سے ربط و تعلق ہوتا ہے، اسی ربط اور تعلق کی وجہ سے عام مومنین بھی سلام کا جواب دیا کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں قاضی عیاض نے ''شفاء شریف'' میں سلیمان ابن سحیم کی یہ روایت نقل کی:

سلیمان ابن سحیم نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں، آپ ان کا سلام سمجھتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، اور میں ان کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (۱)

انبیاے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

امام بیہقی نے ثقہ سے روایت کی، انھوں نے ابو عمر و ابن حمدان سے روایت کی انہوں نے ابو یعلی سے، انہوں نے ابو الجہم ازرق ابن علی سے انہوں نے حجاج سے انہوں نے ثابت سے، انھوں نے انس بن مالک سے، انس بن مالک نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الأنبیاءُ أحیاء فی قبورھم یُصَلُّون. (۲)
انبیاے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

فرید جندی نے اس حدیث کی سند کے بارے میں کہا:

---

(۱) شرح الزرقانی ص ۳۰۲ ج ۱۲ ملخصاً۔ (۲) حیاۃ الانبیاء ص ۱۷۔

هذا اسناد جید، رجاله کلهم ثقات غیر الازرق". اس حدیث کی سند عمدہ ہے، اس کے تمام راوی سوائے ازرق کے ثقہ ہیں۔

حافظ نے تقریب میں کہا: صدوق یغرب. ازرق سچے ہیں، کبھی غریب لاتے ہیں ابوالجھم ازرق ابن علی مذکورہ روایت میں متفرد نہیں کیونکہ ابونعیم نے تاریخ اصبہان میں عبداللہ ابن ابراہیم ابن صباح کے واسطے سے عبداللہ ابن محمد ابن یحییٰ ابن ابی بکیر سے روایت کی، انھوں نے یحییٰ ابن ابی بکیر سے روایت کی اور ازرق کو ابن صباح کے حالات میں ذکر کیا اوران کی جرح وتعدیل سے سکوت کیا، نیز عبداللہ ابن محمد ابن یحییٰ ابن ابی بکیر کے حالات کوخطیب نے ذکر کیااور کہا کہ انھوں نے اپنے دادا یحییٰ ابن ابی بکیر قاضی ''کرمان'' سے حدیث کی سماعت کی اور وہ ثقہ تھے۔ یہ ازرق کی قوی متابعت ہےاوراس بات کا ثبوت ہے کہ انھوں نے حدیث یادرکھی اور غریب روایت نہیں کی، اسی وجہ سے امام مناوی نے ''فیض القدیر''میں اس روایت کی اصل کی نسبت ابویعلیٰ کی طرف کی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (ملخصاً)

حافظ ابن حجر نے مستلم ابن سعید کے حالات کوقلم بند کرتے ہوئے کہا:

حرب نے احمد سے روایت کرتے ہوئے مستلم ابن سعید کے بارے میں یہ کہا: شیخ ثقة قلیل الحدیث" شیخ تھے، ثقہ تھے، کم روایت کرتے تھے، ابن معین نے کہا ''ٹھیک ہیں'' نسائی نے کہا: "لیس به بأس" ان میں کوئی حرج نہیں، ابن حبان نے ان کوثقات میں ذکر کیا، اسلم نے تاریخ واسط میں کہا کہ اصبغ ابن زید نے مستلم کی موت کے وقت کہا:

لوکان هذا في بنی اسرائیل لاتخذوه حبراً. مستلم اگر بنی اسرائیل میں ہوتے تو یہ لوگ انھیں اپنا پیشوا بناتے۔

ابن معین نے کہا: شعبہ سے پوچھا گیا کہ مستلم ابن سعید نے معمولی سی بھی آپ کی مخالفت کی ہے؟ شعبہ نے جواب دیا: میرا تو یہ گمان نہیں کہ ان کو دو حدیثیں یاد

ہوں گی، یحییٰ نے کہا: مستلم ہی کا قول درست ہے اور شعبہ کی رائے صحیح نہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مستلم ثقہ ہیں۔(۱)

حدیث مذکور کے تمام راوی ثقہ ہیں، اسی لیے بہت سے ائمہ، محدثین اور علما نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا، چند محدثین کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) امام مناوی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔(۲)

(۲) علامہ ابن حجر عسقلانی نے کہا: امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔(۳)

(۳) امام ہیثمی نے کہا: اس حدیث کو ابو یعلیٰ 'بزار' نے روایت کیا اور ابو یعلیٰ کے سبھی راوی ثقہ ہیں۔(۴)

(۴) علامہ علی ابن احمد عزیزی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔(۵)

(۵) علامہ شوکانی نے کہا:

وقد ثبت في الحديث ان الأنبياء احياء في قبورهم، رواه المنذري وصححه البيهقي. (٦)	اس حدیث میں اس بات کا ثبوت ہے کہ انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اس حدیث کو منذری نے روایت کیا اور امام بیہقی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

''الحصن الحصین'' کی شرح میں لکھا ہے: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں، ان کی روح ان سے جدا نہیں ہوتی کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ابن ملقن وغیرہ کا بھی قول یہی ہے۔(۷)

---

(۱) تعلیقات حیاۃ الانبیاء ص ۱۷۔ (۲) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۳ ص ۱۴۳۔ (۳) فتح الباری شرح البخاری ج ۶ ص ۳۵۲۔ (۴) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج ۸ ص ۲۱۱۔ (۵) السراج المنیر شرح الجامع الصغیر ج ۲ ص ۳۵۶۔ (۶) نیل الاوطار: ص ۲۴۸ ج ۳۔ (۷) نیل الاوطار: ص ۲۴۸ ج ۳۔

(۶) علامہ نورالدین علی ابن احمد سمہودی نے کہا: ابویعلیٰ نے ثقہ راویوں سے اس حدیث کی روایت کی۔(۱)

(۷) امام سخاوی نے کہا: حدیث" الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون" کو امام بیہقی نے صحیح قرار دیا۔(۲)

(۸) امام ابن حجر مکی نے کہا:

وبالحديث الصحيح "الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون" (۳)

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔

(۹) علامہ علی قاری مکی نے کہا: حدیث "الأنبياء أحياء في قبورهم" صحیح ہے۔(۴)

(۱۰) امام ابوالحسن علی کنانی نے کہا: انس بن مالک کی حدیث "الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون" متعدد طرق سے مروی ہے اور بعض طرق کے لحاظ سے صحیح ہے(۵)

(۱۱) امام جلال الدین سیوطی نے کہا: حدیث "الأنبياء أحياء في قبورهم" صحیح ہے۔(۶)

امام بیہقی نے حدیث مذکور کو ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہوئے کہا:

"یہ حدیث حسن ابن قتیبہ مدائنی کے افراد سے شمار کی جاتی ہے جب کہ یحییٰ ابن ابی بکیر نے مستلم ابن سعید سے بھی اس حدیث کو روایت کیا" یعنی امام بیہقی کی رائے کے مطابق حسن ابن قتیبہ حدیث مذکور کی روایت میں متفرد نہیں، کیونکہ یحییٰ ابن ابی بکیر نے اس کے متابع کو ذکر کیا ہے۔ فرید جندی نے کہا: لفظ "يُعَدُّ" مجہول ہے گویا

(۱) وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ ص ۳۵۲ ج ۴۔ (۲) القول البدیع ص ۱۶۷۔
(۳) الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر المکرّم ص ۲۲۔ (۴) المرقاۃ ص ۲۴۱ ج ۳۔
(۵) تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ص ۳۳۵ ج ۱۔ (۶) الحاوی للفتاویٰ ص ۱۳۶ ج ۲۔

امام بیہقی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کچھ محدثین نے حدیث مذکور کو حسن ابن قتیبہ کے افراد سے شمار کیا ہے، یہ ان محدثین کی اپنی ذاتی رائے ہے، میری رائے اس سے مختلف ہے۔اس نکتہ کو سمجھنے میں استاد البانی نے غلطی کی اور امام بیہقی کی طرف درج ذیل قول کو منسوب کر دیا۔

اِنّ الحدیث تفرد به الحسن ابن قتیبة . اس حدیث میں حسن ابن قتیبہ متفرد ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ امام بیہقی کی اپنی ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ انہوں نے کچھ دوسرے محدثین کی رائے کو ظاہر فرمایا: اس پر سب سے واضح اور روشن دلیل یہ ہے کہ امام بیہقی نے یحیٰ ابن ابی بکیر عن مستلم ابن سعید کی حدیث سے حسن ابن قتیبہ کی متابعت بیان کی۔(ملخصاً)

یہی وجہ ہے کہ بہت سے محدثین نے اس حدیث کی تخریج کی، ان میں سے چند محدثین کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) امام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں۔

(۲) امام ابونعیم نے تاریخ اصبہان میں۔

(۳) امام بیہقی نے ''حیاۃ الانبیاء'' میں۔

(۴) امام بزار نے اپنی مسند میں۔

(۵) امام رازی نے فوائد میں۔

(۶) امام عساکر نے تاریخ دمشق میں۔

(۷) امام ابن عدی نے ''کامل'' میں۔

(۸) امام ابن مندہ نے اپنی کتاب میں (قالہ السیوطی فی شرح الصدور)

(۹) امام شیرویہ بن شہر دار بن دیلمی نے فردوس الاخبار میں۔(۱)

---

(۱) شرح حیاۃ الانبیاء للبیہقی للعلامہ محمد عباس ص ۱۴۱۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کی تخریج کی ہے، جس سے اس حدیث کی ثقاہت اور صحت یقینی طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔

اور اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، موجود ہیں ان کی مبارک قبریں ان کی نورانی تجلی کا گھوارہ ہیں، ان کا حال فرشتوں جیسا ہے کہ باوجود زندہ اور موجود ہونے کے ہمیں دکھائی نہیں دیتے۔

ابن قیم ''عقیدۂ حیات انبیا'' پر علامہ قرطبی کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں۔

ان الموت لیس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الی حال ویدل علیٰ ذلک أن الشهداء بعد قتلهم وموتهم أحیاء عند ربهم یُرزقون فرحین مستبشرین وهذه صفة الأحیاء فی الدنیا واذا کان هذا فی الشهداء کان الأنبیاء بذلک أحق وأولیٰ مع انه قد صَحّ عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم أن الأرض لا تأکل أجساد الأنبیاء وانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اجتمع بالأنبیاء لیلة الاسراء فی بیت المقدس و

موت عدم محض کا نام نہیں بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ شہدا اپنی شہادت اور موت کے بعد اپنے رب کے پاس زندہ ہیں رزق پاتے ہیں مسرت اور خوشی محسوس کرتے ہیں اور یہ چیزیں دنیا میں زندہ رہنے والوں کی صفات ہیں۔ جب شہدا کا یہ حال ہے تو انبیاے کرام بدرجۂ اولیٰ اس زندگی کے زیادہ لائق ہیں۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح حدیث مروی ہے کہ زمین انبیا کے جسموں کو نہیں کھاتی اور یہ کہ نبی علیہ السلام نے معراج کی رات بیت المقدس اور

فی السماء وخصوصا بموسیٰ. — آسمان میں انبیا سے ملاقات کی خصوصاً حضرت موسیٰ سے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

مَامِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عليه اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهُ حتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. — جب کوئی سلام کرنے والا سلام کرتا ہے وہ جواب مرحمت فرماتے ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان کی روح لوٹا دی ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی صحیح حدیثیں ایسی ہیں جن سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیا کی موت محض یہ ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے، ہم ان کا ادراک نہیں کر پاتے۔ حالانکہ وہ موجود ہیں زندہ ہیں جیسے ملائکہ موجود ہیں زندہ ہیں مگر ہم ان کو نہیں دیکھ پاتے۔(۱)

ائمہ اسلام اور علمائے اعلام کی آراء

حیات انبیا سے متعلق صحیح احادیث، مستحکم اور قوی دلائل، روشن اور واضح براہین کی وجہ سے جمہور ائمہ، علما و محدثین کا یہ عقیدہ رہا کہ انبیائے کرام زندہ ہیں، اور اسی عقیدے کو انہوں نے اپنی کتابوں میں درج کیا اور دلائل سے ثابت کیا، تمام علما، ائمہ اور محدثین کی تصریحات کو اس مختصر سی کتاب میں جمع کرنا ممکن نہیں البتہ ان میں سے چند علمائے کرام اور ائمہ اسلام کی تصریحات ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

﴿۱﴾ حافظ امام ابوبکر بیہقی اپنی کتاب ''الاعتقاد'' میں فرماتے ہیں:

الأنبياء عليهم السلام بعد ما قبضوا ردت اليهم أرواحهم، فهم أحياء عند ربهم كالشهداء و قد رأى نبينا — انبیائے کرام کی روحیں قبض کرنے کے بعد لوٹا دی گئیں اس لیے وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں جیسے شہدا اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱) الروح ص ۲/۷۲، ۷۳۔

صلى الله عليه وسلم جماعةً منهم و أمّهم في الصلاة و أخبر و خبره صدق أن صلاتنا معروضة عليه وأن سلامنا يبلغه وأنّ اللّٰه حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء. (۱)

نے انبیا کی جماعت کو دیکھا اوران کی امامت بھی فرمائی اور حضور نے خبر دی اوران کی خبر سچی ہے کہ ہمارا درود ان پر پیش ہوتا ہے اور ہمارا سلام ان کو پہنچتا ہے اور اللہ نے زمین پر انبیا کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔

﴿۲﴾ امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان حياته صلى الله تعالى عليه وسلم في القبر لايعقبها موت بل يستمِرُّ حيا والأنبياء أحياء في قبورهم. (۲)

قبر میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو حیات حاصل ہے اس پر کبھی موت طاری نہیں ہوتی بلکہ ان کی حیات لگاتار اور مسلسل برقرار رہتی ہے، اور دیگر انبیا بھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

﴿۳﴾ امام حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قال العلماء يكره رفع الصوت عند قبره صلى الله تعالى عليه وسلم كما كان يكره في حياته عليه الصلاة والسلام، لأنه محترم حياً في قبره صلى الله تعالى عليه وسلم دائماً. (۳)

علما نے فرمایا: قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس آواز بلند کرنا اب بھی ایسے ہی مکروہ ہے جیسے آپ کی حیات ظاہری میں تھا، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبر میں زندہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیش کے لیے محترم ہیں۔

(۱) انباء الاذکیاء للسیوطی ص ۳۷۔ (۲) فتح الباری ج ۷ ص ۲۱۔ (۳) تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۷ ج ۴

﴿۴﴾ ابن تیمیہ اپنے عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الأنبياء أحياء فی قبورهم و قد يصلون. (١)

انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور کبھی نماز بھی پڑھتے ہیں۔

﴿۵﴾ امام سیوطی رقم طراز ہیں:

حياة النبی صلی الله تعالى عليه وسلم فی قبره هو و سائر الأنبياء معلومة عندنا علما قطعياً لما قام عندنا من الأدلة فی ذالک و تواترت به الأخبار فمن الأخبار الدالة على ذالک ما أخرجه مسلم عن أنس عن النبی صلی الله تعالى عليه وسلم ليلة أسرى به مرَّ بموسیٰ عليه السلام وهو يصلی فی قبره. (٢)

نبی علیہ السلام اور تمام انبیا کی قبر کی زندگی کا ہمیں قطعی یقینی علم ہے، اس سلسلے میں بہت سی دلیلیں قائم ہیں، اور احادیث متواتر ہیں، انہیں حدیثوں میں سے ایک حدیث جس کو امام مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب اسراء حضرت موسیٰ کے پاس سے گذرے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

﴿٦﴾ امام تاج الدین سبکی اپنے عقیدے کی وضاحت کرتے ہیں:

و من عقائدنا أن الأنبياء عليهم السلام أحياء فی قبورهم، فأين الموت؟ وعندهم محمد صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم حیٌّ فی قبره. (٣)

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں پھر ان کی موت کا کیا معنی؟ اور ہم اہل سنت کے نزدیک محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

---

(١) مختصر فتاویٰ ابن تیمیہ ص ١٧٠۔ (٢) انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء ص ١۔
(٣) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ٢٦٦ ج ١۔

﴿٧﴾ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

وهو حيٌّ في قبره يصلي فيه بأذان و إقامة، وكذالك الأنبياء. (١)

حضور علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں، اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور یہی حال تمام انبیاے کرام کا ہے،

﴿٨﴾ امام قرطبی مالکی اپنے شیخ احمد ابن عمر سے نقل کرتے ہوئے حدیث ''صعقہ'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الموت ليس بعدم محض و انما هو انتقال من حال الى حال ويدل على ذلك أن الشهداء بعد قتلهم و موتهم احياء عند ربهم يُرزقون فرحين مستبشرين و هذه صفة الأحياء في الدنيا و اذا كان هذا في الشهداء فالأنبياء أحقُّ. بذلك وأولىٰ، و قَدْ صَحَّ أن الأرض لاتأكل أجساد الأنبياء و أنه صلى اللّٰهُ تعالىٰ عليه وسلم اجتمع بالأنبياء ليلة الاسراء في بيت المقدس و في السماء و رأى موسىٰ قائماً

موت عدم محض کا نام نہیں موت نام ہے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا، اس کی دلیل یہ ہے کہ شہدا اپنی شہادت اور موت کے بعد زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں خوشی اور مسرت میں ہوتے ہیں اور یہ چیزیں دنیا میں زندہ رہنے والوں کی صفات ہیں۔ جب شہدا کا یہ حال ہے تو انبیاے کرام بدرجۂ اولیٰ اس زندگی کے زیادہ لائق ہیں۔ اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ زمین انبیا کے جسموں کو نہیں کھاتی اور یہ بھی کہ حضور علیہ السلام معراج کی رات بیت المقدس اور آسمانوں میں انبیا

(١) كشف الغمه عن جميع الامة ج١ص٦٧۔

يصلي في قبره و أخبر صلى الله تعالى عليه وسلم بأنه يَرُدُّ السلامَ علىٰ كلِّ من يُسَلِّمُ عليه الى غير ذلك مما يحصل من جملته القطع بأن موت الأنبياء انما هو راجع الى أن غيبوا عنا بحيث لاندركهم و ان كانوا موجودين، أحياء، و ذلك كالحال في الملئكة فانهم موجودون احياء و لا يراهم أحد من نوعنا الّا من خصَّه الله بكرامة من أوليائه. (۱)

کے ساتھ تشریف فرماتھے اور موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور حضور نے فرمایا کہ وہ ہر سلام کرنے والوں کا جواب مرحمت فرماتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے مجموعی طور پر اس بات کا یقینی علم ہوتا ہے کہ انبیاے کرام کی موت محض یہ ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں، ہم انہیں نہیں دیکھتے، اگرچہ وہ زندہ ہیں، موجود ہیں، ان کا حال فرشتوں جیسا ہے کہ باجود زندہ اور موجود ہونے کے ہم میں کا کوئی شخص انھیں نہیں دیکھ پاتا سوائے ان اولیاے کرام کے جن کو اللہ اس کرامت سے نوازے۔

(۹) امام تقی الدین سبکی رقم طراز ہیں:

حياة الأنبياء في القبر كحياتهم في الدنيا ويشهد له صلاة موسىٰ في قبره فإن الصلاة تستدعي جسداً حياً

انبیاے کرام اپنی اپنی قبروں میں ایسے ہی زندہ ہیں جیسے دنیا میں زندہ تھے، موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا اس کی واضح شہادت ہے کیونکہ نماز پڑھنے کے لیے زندہ جسم کی ضرورت ہے۔

(۱) التذكرة في أحوال الموتىٰ وأمور الآخرة ص ۱۶۹

علامہ سبکی مزید فرماتے ہیں:

وأما حياة الأنبياء فأعلى و أكمل وأتم من الجميع لأنها بالروح والجسد على الدوام على ما كان في الدنيا. (۱)

انبیا کی زندگی سب سے اعلیٰ، اکمل واتم ہے کیونکہ ان کی زندگی جسم وروح کے ساتھ دائمی طور پر ایسے ہی ثابت ہے جیسے دنیا میں ثابت تھی۔

(۱۰) امام عبدالغنی مقدسی حنبلی فرماتے ہیں:

فان ثبت هذا فاعلم أن الأنبياء أحياء في قبورهم. (۲)

اس سے یقینی طور پر یہ ثابت ہوا کہ انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(۱۱) علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں::

ان الأنبياء عليهم السلام أحياء في قبورهم. (۳)

بیشک انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(۱۲) قاضی شوکانی صراحۃ لکھتے ہیں:

أنه ﷺ حيٌّ في قبره بعد موته كما في حديث "الأنبياء أحياء في قبورهم" وقد صححه البيهقي وألّف في ذلك جزءاً قال الاستاذ ابو منصور البغدادي: قال المتكلمون المحققون من أصحابنا ان نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حيٌّ بعد وفاته. (۴)

نبی علیہ السلام موت کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں، جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہے "الأنبياء أحياء في قبورهم" امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور اس موضوع پر ایک کتاب لکھی، استاذ ابو منصور بغدادی نے کہا ہمارے اصحاب میں سے جو متکلمین محققین ہیں انھوں نے فرمایا: ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات کے بعد بھی زندہ ہیں۔

(۱) شفاء السقام ص ۲۰۶۔ (۲) سبل الہدیٰ والرشاد ص ۲۶۰ ج ۱۲۔
(۳) رد المحتار ص ۱۵۱ ج ۴۔ (۴) نیل الاوطار۔

(۱۳) علامہ بدرالدین عینی درج ذیل عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأراد بالموتتين: الموت فى الدنيا والموت فى القبر وهى الموتتان المعروفتان الواقعتان المشهورتان، فلذلك ذكرهما بالتعريف وهما الموتتان الواقعتان لكل أحد غير الأنبياء عليهم السلام، فانهم لا يموتون فى قبورهم، بل هم أحياء. (۱)

دوموتوں سے ایک مرتبہ دنیا میں مرنا اور ایک مرتبہ قبر میں مرنا مراد ہے، یہ دونوں موتیں مشہور ومعروف ہیں اور واقع ہونے والی ہیں، اسی لیے دونوں کو معرّف باللام ذکر کیا، یہ دونوں موتیں وہ ہیں جو ہرایک پر واقع ہوں گی سوائے انبیا علیہم السلام کے، کیونکہ قبروں میں انبیا پر موت نہیں آتی بلکہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

(۱۴) امام جلال الدین محمود ابن جُملہ تحریر فرماتے ہیں:

نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أحياه الله بعدموته حياة تامة واستمرت تلك الحياة الى الأن وهى مستمرة الىٰ يوم القيامة وليس هذا خاصاً به صلى تعالىٰ عليه وسلم بل يشاركه الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين.

اللہ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی موت کے بعد ایک کامل زندگی دے کر زندہ فرمادیا، یہ زندگی ابتک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی، اس میں حضور ہی کی تخصیص نہیں، بلکہ دوسرے تمام انبیا علیہم السلام بھی شریک ہیں۔

اس دعویٰ پر متعدد دلیلیں ہیں۔

پہلی دلیل: ارشاد خداوندی ہے۔

(۱) عمدة القاری ص ۱۸۵ ج ۱۶۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ.
[سورہ آل عمران آیت نمبر ١٦٩]

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ حیات انبیا پر دو وجہوں سے دلالت کرتی ہے۔

پہلی وجہ: شہدا کے لیے عالم برزخ میں زندگی ثابت ہے، اس لیے انہیں غیر شہدا سے امتیاز اور ان پر فضیلت حاصل ہے، جب شہدا مرتبۂ شہادت پر فائز ہونے کی وجہ سے ممتاز ہیں تو نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا کیا عالم ہوگا، جن کا رتبہ ہر ایک سے بدرجہا ارفع واعلی ہے، جن کا ثواب سب سے کامل واکمل ہے، اور جن کا حال ہر اعتبار سے سب سے اچھا اور بہتر ہے۔

دوسری وجہ: بیشک جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے، وہ شہادت کی وجہ ہی سے اس عظیم مرتبے کے مستحق ہوئے جبکہ یہ شہادت نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہر اعتبار سے بدرجۂ اتم حاصل ہے، کیونکہ شہید کو شہید یا تو اس وجہ سے کہا گیا کہ شہادت کا معنی موت ہے یا اس وجہ سے کہ شہداء اللہ کے لیے گواہی دیں گے، یا قیامت کے دن لوگوں پر گواہ ہوں گے، یا ثواب کا مشاہدہ کرتے ہیں، یا ملائکہ کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور یہ تمام مراتب علیا حضور علیہ السلام کو ان سے بدرجہا کامل واکمل طریقہ پر حاصل ہیں نیز شہادت کا سب سے عظیم مرتبہ اللہ کے لیے گواہی دینا یا لوگوں پر گواہی دینا ہے، اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ حضور کی شہادت اس اعتبار سے بھی تمام شہادتوں سے افضل واعلیٰ ہے، کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہدا کے بھی گواہ ہوں گے، ارشاد خداوندی ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطاً لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا. (سورۃ بقرۃ آیت ۱۴۳)

تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

﴿۱۵﴾ علامہ قسطلانی رقمطراز ہیں:

و لا شك أن حياة الأنبياء عليهم الصلاة و السلام ثابتة معلومة مستمرة و نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم افضلهم و اذا كان كذالك فينبغي ان تكون حياته أكمل و أتم من حياة سائرهم. (۲)

بلاشبہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی حیاۃ ثابت ہے، معلوم ہے، دائمی ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سب سے افضل ہیں، اور جب حقیقت یہ ہے تو ضروری ہے کہ حضور علیہ السلام کی زندگی تمام انبیا سے کامل ترین ہو۔

﴿۱۶﴾ امام زرقانی، علامہ قسطلانی کے قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

منها أنه حيٌّ في قبره و يصلي فيه بأذانٍ وإقامة، و كذٰلك الأنبياء قال البيهقي: لأن الأنبياء بعد ما قبضوا ردت اليهم أروحهم وهم أحياء عندربهم كالشهداء و قد رأى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم جماعة منهم و أمَّهم في الصلاة وأخبر و

حضور کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اس میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور یہی حال تمام انبیا کا ہے، امام بیہقی نے کہا! بیشک انبیا کی روحیں قبض کیے جانے کے بعد انہیں لوٹادی گئیں وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، جیسے شہدا۔ ہمارے نبی نے انبیا کی ایک

(۱) عمدۃ القاری ص ۱۸۵ ج ۱۶۔ (۲) سبل الھدیٰ والرشاد ص ۳۶۰ ج ۱۲ ملخصاً۔
(۲) المواھب اللدنیہ ص ۲۰۳/۲۰۴ ج ۱۲۔

خبره صدق أن صلاتنا معروضةٌ عليه وأن سلامنا يبلغه و أن الله حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء

جماعت کو دیکھا اور ان کی امامت بھی فرمائی، اور حضور نے خبر دی، اور آپ کی خبر حق ہے، کہ ہمارا درود ان پر پیش ہوتا ہے اور ہمارا سلام ان کو پہنچتا ہے، اور اللہ نے زمین پر انبیا کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔

علامہ زرقانی، امام قسطلانی کے قول "ولھٰذا قیل لا عدة علی ازواجه" کی شرح کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں۔

لانه حیٌّ وزوجیتهن باقیة غایته أنه انتقل من دار الی دار و حیاته باقیة وذلک مقتضیٰ لبقاء العصمة". (۱)

ازواج مطہرات پر عدت اس وجہ سے نہیں کہ حضور علیہ السلام زندہ ہیں، اور ازواج مطہرات کی زوجیت باقی ہے انتہا یہ کہ وہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوگئے اور آپ کی زندگی باقی ہے اور بقائے عصمت کا تقاضا بھی یہی ہے

علامہ زرقانی امام قسطلانی کے قول "لأن الأنبياء أحياء عند الله" کی تشریح کرتے ہوئے مزید آگے فرماتے ہیں۔

وان کانوا فی صورة الأموات بالنسبة الی أهل الدنيا وقد ثبت ذالک للشهداء ولاشک أن الأنبياء أرفع رتبة من الشهداء. (۲)

انبیا اللہ کے پاس زندہ ہیں اگرچہ اہل دنیا کی نظر میں وہ بشکل اموات ہیں اور یہ زندگی شہدا کے لیے ثابت ہے، لہٰذا انبیاے کرام کی زندگی میں کیونکر شبہہ ہوسکتا ہے، جبکہ یہ حضرات شہدا سے رتبے میں بہت اعلیٰ ہیں۔

(۱) شرح الزرقانی علی المواہب ص ۳۶۳/۳۶۴ ج ۷۔
(۲) شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ص ۲۷۱ ج ۱۲۔

﴿١٧﴾ استاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی اپنے فتاویٰ میں نقل کرتے ہیں:

قال المتكلمون المحققون من أصحابنا أن نبينا صلى الله عليه وسلم حيٌّ بعد وفاته وأنه يسر بطاعة أمته ويحزن بمعاصي العصاة منهم، وأنه تبلغه صلاة من يصلي عليه من أمته، وقال: إن الأنبياء لايبلون ولا تأكل الأرض منهم شيئاً وقدمات موسیٰ في زمانه وأخبر نبينا صلى الله عليه وسلم أنه رآه في قبره مصلياً وذكر في حديث المعراج أنه رآه في السماء وآدم وابراهيم وقالوا له: مرحباً وإذا صحّ لنا هذا الأصل قلنا: نبينا صلى الله عليه وسلّم قد صار حياً بعد وفاته وهو علىٰ نبوته". (۱)

ہمارے محققین متکلمین نے کہا، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد وصال زندہ ہیں، اپنی امت کی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں، نافرمانی کرنے والوں کے گناہ سے ناراض ہوتے ہیں اور درود بھیجنے والوں کا درود ان کو پہنچتا ہے اور فرمایا: انبیائے کرام کے اجسام تغیر سے پاک ہوتے ہیں، زمین ان کا کچھ بھی نہیں کھا سکتی، موسیٰ علیہ السلام کا اپنے زمانے میں وصال ہوا مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ انھوں نے حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، حدیث معراج میں مذکور ہے کہ انھوں نے حضرت موسیٰ، حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کو آسمان میں دیکھا اور ان حضرات نے خوش آمدید کہا، ان دلیلوں کی صحت کی بنیاد پر ہم نے کہا: ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد وصال زندہ ہو گئے اور اپنی نبوت پر قائم ہیں۔

(۱) سبل الهدىٰ والرشاد ص ۳۵۵.

﴿۱۸﴾ علامہ امام محمد ابن یوسف صالحی شامی فرماتے ہیں۔

فقد تبین لک من الاحادیث. حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسائر الأنبیاء علیہم الصلاۃ والسلام وقد قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ فی الشہداء "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ [آل عمران ۱۶۹] والأنبیاء أولیٰ بذالک وھم أجل وأعظم." (۱)

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیا علیہم السلام کی زندگی احادیث سے ثابت ہوگئی۔ اللہ رب العزت نے شہدا کے بارے میں فرمایا: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں" چونکہ انبیاے کرام جلالت وعظمت میں شہدا سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ اس لیے وہ زیادہ اس بات کے لائق ہیں کہ اپنے رب کے پاس زندہ رہیں اور روزی پائیں۔

نیز ہر نبی وصف نبوت کے ساتھ وصف شہادت کا بھی جامع ہوتا ہے اس لیے حضرات انبیا بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں گے۔ لہٰذا نص قرآنی سے عموم لفظ یا مفہوم موافقت کی وجہ سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ (۲)

﴿۱۹﴾ علامہ امام شہاب الدین رملی وضاحت فرماتے ہیں۔

أما الأنبیاء فإنھم أحیاء فی قبورھم یُصلون ویحجون کما وردت بہ الأخبار. (۳)

بیشک انبیاے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں جیسا کہ روایتوں میں آیا ہے۔

﴿۲۰﴾ شیخ علامہ یوسف سید ہاشمی رفاعی، فضیلۃ الشیخ استاد عبدالکریم کا قول ان

(۱) سبل الھدی والرشاد ص۳۶۲ ج۲۔ (۲) سبل الھدی والرشاد ص۳۶۲ ج۱۲۔ (۳) شواھد الحق ص۱۴۱۔

کی کتاب ''نور الاسلام'' سے نقل کرتے ہیں۔

فقد ثبت أن الأنبياء أحياء فی قبورهم، وأن الأرض لا تأكل أجسادهم لما روى النسائی عن أوس بن أوس أن رسول اللّٰه صلی الله عليه وسلم قال: اِن الله عزوجل قد حرَّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء وقال: الأنبياء أحياء فی قبورهم يصلون''(۱)

تحقیق سے ثابت ہوگیا کہ انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زمین ان کے جسموں کو نہیں کھاتی، نسائی نے اوس بن اوس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے زمین پر انبیا کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے، اور نبی علیہ السلام نے فرمایا: انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

﴿۲۱﴾ علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں:

وفيه دليل على انه صلى الله تعالى عليه وسلم حیٌّ حياة مستمرة وقد ثبت بالاحاديث الصحيحة انه صلى الله تعالى عليه وسلم و سائر الأنبياء أحياء حياة حقيقية. (۲)

اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائمی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیا حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔

﴿۲۲﴾ محمود آلوسی بغدادی اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الأخبار المذكورة فيما سبق المراد منها كلها اِثبات الحياة فی القبر بضرب من

ماسبق میں جو احادیث ذکر ہوئیں ان سے یک گونہ تاویل کے ساتھ حیات قبر کا اثبات مقصود ہے۔

(۱) ادلۃ اھل السنۃ والجماعۃ ص ۸۷۔ (۲) نسیم الریاض ص ۴۹۹ ج ۳

التأويل، والمراد بتلك الحياة نوع من الحياة غير معقول لنا،وهي فوق حياة الشهداء بكثير، وحياةنبينا صلى الله تعالى عليه وسلم أكمل و أتم من حياة سائرهم عليهم السلام. (۱)

اور اس حیات سے ایک ایسی حیات مراد ہے جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے،اور یہ حیات شہدا کی زندگی سے بہت بڑھ کر ہے،اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زندگی تمام انبیا کی زندگی سے کامل ترین ہے۔

﴿۲۳﴾علامہ عبدالرؤف مناوی مصری اپنا نظریہ بیان فرماتے ہیں:

الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون لأنهم كالشهداء بل أفضل والشهداء أحياء عند ربهم وفائدة التقييد بالعندية الاشارة الى أن حياتهم ليست بظاهرة عندنا وهم كالملئكة و كذا الأنبياء ولهذا كانت الأنبياء لاتورث. (۲)

انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں، کیونکہ یہ حضرات شہدا سے افضل ہیں اور شہدا اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، ”عند ربھم“ کی قید سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی زندگی ہمارے لیے ظاہر نہیں، ان کا حال ملائکہ جیسا ہے،اور یہی حال دوسرے انبیائے کرام کا بھی ہے،اسی لیے انبیائے کرام کے ترکہ کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

﴿۲۴﴾علامہ امام علی بن برہان الدین حلبی رقم طراز ہیں:

وفيه أنه يقتضي أن الأنبياء عليهم السلام يفزعون لأنهم أحياء. (۳)

اس میں اس بات کا تقاضا ہے کہ انبیا علیہم السلام پر تھوڑی سی اضطرابی کیفیت طاری ہوگی کیونکہ وہ زندہ ہیں۔

(۱)روح المعانی ص ۳۸ ج ۱۲۔(۲)فیض القدير شرح الجامع الصغير ص ۱۸۴ ج ۳
(۳)السیرۃ الحلبیہ ص ۳۰۴ ج ۳۔

﴿۲۵﴾ امام شیخ الاسلام تقی الدین ابوعمرو عثمان ابن صلاح شافعی تحریر فرماتے ہیں:

والأنبياء أحياء بعد اِنقلابهم اِلى ألأخرة من الدنيا، فليحذر المرء من أن يطلق لسانه في نفي ذالک عنه صلى الله تعالى عليه وسلم، فإنه من عظم الخطاء. (۱)	انبیا علیہم السلام دنیا سے آخرت کی طرف رحلت کے بعد زندہ ہیں، اس لیے آدمی کو حیات انبیا کے انکار میں زبان دراز کرنے سے بچنا چاہیے، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

﴿۲۶﴾ علامہ قاضی ابوبکر ابن عربی مالکی تصریح فرماتے ہیں:

ولا يمتنع رؤية ذاته الشريفة بجسده وروحه، وذالک لأنه صلى الله تعالى عليه وسلم وسائر الأنبياء أحياء ردت عليهم أرواحهم بعد ما قبضوا. (۲)	حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کا جسم و روح کے ساتھ دیکھنا محال نہیں کیونکہ حضور اکرم اور سارے انبیا زندہ ہیں، ان کی روحیں قبض کرنے کے بعد انہیں لوٹا دی گئی ہیں۔

﴿۲۷﴾ شیخ علامہ یوسف دجوی مصری فرماتے ہیں:

اِن الأنبياء و كثيراً من صالحي المسلمين الذين ليسوا بشهداء كأكابر الصحابة أفضل من الشهداء بلاشک فاذا ثبتت الحياة للشهداء فثبوتها لمن هو أفضل منهم أولىٰ على أن	بلاشبہ انبیائے کرام اور بہت سے وہ صالحین جو شہید نہیں جیسے اکابر صحابہ وہ شہدا سے یقیناً افضل ہیں جب شہدا کے لیے زندگی ثابت ہے تو جو حضرات ان سے افضل ہیں ان کے لیے بدرجۂ اولی زندگی ثابت ہوگی، علاوہ ازیں انبیائے کرام کی

(۱) فتاویٰ ومسائل ابن صلاح ص ۱۳۲/۱۳۳ ج ۱۔ (۲) الحاوی للفتاوی ص ۲۶۳ ج ۲

حیـاة الأنبياء مصرح بها في الاحاديث الصحيحة. (۱)

زندگی احادیث صحیحہ سے صراحۃً ثابت ہے۔

﴿۲۸﴾ امام الحرمین علامہ جوینی لکھتے ہیں:

امـا مـا خـلّـفـه بـقي على ما كـان فـي حياته فكان ينفق أبـوبـكـر مـنـه على أهلـه و خـدمـه وكـان يرى أنه باق على ملك النبي صلى الله تـعـالـى عـلـيـه وسلم، فـإن الأنبياء أحياء . (۲)

حضور علیہ السلام نے جو کچھ چھوڑا وہ ویسے ہی باقی ہے، جیسے کہ آپ کی حیات ظاہری میں باقی تھا، اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق حضور کے مال سے ان کے اہل و عیال اور خدمت گاروں پر خرچ کرتے تھے، اور ان کا عقیدہ تھا کہ حضور کا مال اب بھی حضور کی ملکیت میں ہے، کیونکہ انبیا زندہ ہیں۔

﴿۲۹﴾ علامہ ابو بکر حسین بن عمر مراغی اپنی رائے پیش کرتے ہیں:

وبهـذا يـعـلـم أن الحياة التي نثبتها لـلـنبي صلى الله تعالى عليه وسلم زائدة علىٰ شهيدٍ. (۳)

اس سے معلوم ہوا کہ جو زندگی ہم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے ثابت کرتے ہیں وہ شہید کی زندگی سے بڑھ کر ہے۔

﴿۳۰﴾ امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری لکھتے ہیں:

لأن عـنـدنـا رسول الله صلى الـلـه تـعـالـى عليه وسلم حيٌّ يـحـس ويـعـلـم و تُعرض عليه أعـمـال الأمة وتبـلـغ الصلاة والسلام عليه على ما بيّنا (۴)

یہ اس لیے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم احساس وادراک کے ساتھ زندہ ہیں ان پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں، اور صلاۃ وسلام ان کو پہنچتا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

(۱) مقالات العلامہ الدجوی فی الرد۔
(۲) تلخیص النصرۃ بمعالم دار الهجرۃ ص ۱۳۰۔
(۳) تلخیص النصرۃ ص ۱۲۰۔
(۴) الرسائل القشیریہ ص ۲۷۔

خلاصۂ کلام یہ کہ حیات انبیا کے سلسلے میں دلائل شرعیہ، احادیث نبویہ اور علماے اعلام کی تصریحات اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں، رشد و ہدایت اور حق و صواب کے طالب کے لیے اتنا ہی بہت ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

حیات انبیا و شہدا پر چند واقعات

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ہم سے ابوالعالیہ نے بیان کیا کہ جب ہم نے شہر "تُستَــر" فتح کیا تو ہُرمزان کے بیت المال میں ایک تخت ملا جس پر ایک آدمی کی لاش تھی اس کے سرہانے ایک کتاب رکھی ہوئی تھی جسے ہم نے حضرت عمر بن خطاب کے حوالے کر دیا، انھوں نے کعب احبار کو بلا کر اس کی عربی کرا دی، میں عرب کا پہلا شخص ہوں جس نے اس کو پڑھا میں اس کو ایسے ہی پڑھتا تھا جیسے اس قرآن کو پڑھتا ہوں میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا، اس میں کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: تمہاری سیرتیں، تمہارے حالات، تمہاری طرز گفتگو اور مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات، میں نے کہا، تم نے اس لاش کو کیا کیا؟ انہوں نے کہا! ہم نے دن میں الگ الگ تیرہ قبریں کھودیں، پھر جب رات ہوئی تو اس لاش کو ایک قبر میں دفن کر کے تمام قبروں کو برابر کر دیا تاکہ لوگوں پر یہ قبر مشتبہ ہو جائے اور وہ اس کو دوبارہ کھود کر نہ نکال سکیں، میں نے ان سے پوچھا، اس سے انہیں کس چیز کی امید تھی؟ انہوں نے جواب دیا: جب بارش نہیں ہوتی تھی تو تخت کو باہر نکالتے تھے فوراً بارش ہونے لگتی تھی، میں نے پوچھا، تمہارے گمان میں وہ کون شخص تھے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ حضرت دانیال علیہ السلام تھے، میں نے پوچھا ان کی موت کے کتنے دن بعد تمہیں ان کی لاش ملی؟ جواب دیا! تین سو سال پہلے ان کی موت واقع ہو چکی تھی، میں نے پوچھا: ان کے جسم میں کچھ تغیر تھا؟ جواب دیا! سوائے سر کے پچھلے حصہ کے چند بالوں کے پورا جسم محفوظ تھا، اس میں کچھ بھی تغیر نہ تھا، بے شک انبیا کے جسموں کو نہ زمین کھا سکتی ہے نہ درندے۔

علامہ ابن کثیر سند کے بارے میں فرماتے ہیں: اس واقعہ کے راوی ابو العالیہ تابعی تک اس کی سند صحیح ہے۔ (۱)

ابو بکر ابن ابی الدنیا نے کتاب ''احکام قبور'' میں کہا! ہم سے حدیث بیان کی ابو بلال محمد ابن حارث ابن عبداللہ ابن ابو بردہ ابن ابو موسیٰ اشعری نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو محمد قاسم ابن عبداللہ نے، وہ راویت کرتے ہیں ابو الأشعث احمری سے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمایا:

اِن دانیال دَعَا رَبَّه عزوجل أن تدفنه أمَّةُ محمد فلما افتتح أبو موسیٰ الأشعری ''تُسْتَرَ'' وجده فی تابوت تضرب عروقه و وریده. (۲)

حضرت دانیال نے اللہ سے دعا کی تھی کہ انہیں امت محمدیہ دفن کرے۔ جب حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ''تُسْتَرْ'' فتح کیا تو حضرت دانیال علیہ السلام ایک تابوت میں اس طرح ملے کہ ان کی رگیں پھڑک رہی تھیں۔

علامہ ابن کثیر کے علاوہ مندرجہ ذیل محدثین اور علما نے اپنی اپنی کتابوں میں یہ واقعہ درج کیا ہے۔

﴿۱﴾ امام ابن ابی شیبہ نے ''مُصَنَّف'' میں۔

﴿۲﴾ امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں۔

﴿۳﴾ امام تمام رازی نے ''فوائد'' میں۔

﴿۴﴾ امام طبری نے ''تاریخ طبری'' میں۔

﴿۵﴾ ابو عبید قاسم نے ''کتاب الاموال'' میں۔

﴿۶﴾ ابن اسحاق نے اپنی ''سیرت'' میں۔

﴿۷﴾ بلاذری نے ''فتوح البلدان'' میں۔

---

(۱) البدایہ والنہایہ ص ۳۷۶ ج ۲۔ (۲) البدایہ والنہایہ ص ۳۷۷ ج ۲۔

﴿۸﴾ ابن حزم نے ''المحلی'' میں۔

﴿۹﴾ امام محمد ابن احمد بن ایاس حنفی نے ''بدائع الزهور'' میں۔(۱)

ابن سعد نے حضرت جابر سے روایت کی کہ ان کے والد عبد اللہ اور عمرو بن جموح شہدائے احد میں سے ہیں، یہ دونوں حضرات ایک قبر یں دفن ہوئے تھے کچھ دنوں کے بعد سیلاب نے دونوں کی قبر کو کھود دیا، اور قبر کھل گئی، قبر کھلنے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ یہ دونوں حضرات بغیر کسی تغیر کے اپنی قبر میں موجود ہیں ان میں سے ایک احد میں زخمی ہوگئے تھے اور اپنا ہاتھ اپنے زخم پر رکھے ہوئے تھے اسی حال میں انہیں دفن کر دیا گیا تھا اور جیسے دفن کیا گیا تھا قبر کھلنے کے وقت ویسے ہی موجود تھے یعنی ان کا ہاتھ ان کے زخم پر ویسے ہی رکھا ہوا تھا، پھر لوگوں نے ان کا ہاتھ ان کے زخم سے ہٹا دیا لیکن جب ہاتھ چھوڑا گیا تو پھر اسی زخم پر خود بخود ہاتھ پہنچ گیا حالانکہ یہ واقعہ غزوۂ احد کے چھیالیس سال کے بعد رونما ہوا، علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا جبکہ امام مالک نے اپنی کتاب مؤطا میں اس کی تخریج کی۔

صحیح حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: میرے باپ عبد اللہ پہلے وہ شہید ہیں جن کو ایک دوسرے شہید کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ میرے والد دوسرے کے ساتھ ایک ہی قبر میں رہیں، اس لیے میں نے چھ ماہ کے بعد قبر سے انہیں نکالا تو میں نے دیکھا کہ وہ ویسے ہی تھے جیسے دفن کیے گئے تھے، پھر میں نے ان کو علیحدہ ایک دوسری قبر میں دفن کر دیا۔

بظاہر یہ حدیث مؤطا کی حدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے مگر ابن عبد البر نے تعدد واقعہ کا قول کر کے دونوں حدیثوں میں تطبیق دی ہے۔

مگر حافظ ابن کثیر نے عدم تعارض کا قول کرتے ہوئے کہا کہ حضرت جابر کی

(۱)(شرح حیاۃ الانبیاء للعلامہ محمد عباس الرضوی ص ۲۶۸/۲۶۹)

حدیث جس میں یہ ہے کہ انہوں نے اپنے والد عبداللہ کو چھ ماہ کے بعد علیحدہ ایک قبر میں دفن کیا اور موطا کی حدیث جس میں یہ ہے کہ عبداللہ اور عمرو ابن جموح چھیالیس سال کے بعد ایک قبر میں پائے گئے، ان دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ ایک قبر میں ہونے سے دونوں قبروں کا انتہائی قریب قریب ہونا مراد ہے، یا یہ مطلب ہے کہ سیلاب نے دونوں قبروں کو کھود کر مٹی کو اس طرح بہا دیا کہ دونوں قبریں ایک ہوگئیں۔(۱)

امام بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا:

والذی نفسی بیده لایُسَلِّمُ علیهم أحدٌ الٰی یوم القیامة اِلَّا رَدُّوا علیه.(۲)

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی شہدائے احد پر سلام کرے گا وہ اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔

سوال وجواب

سوال:۔قرآن کریم سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موت ثابت ہے ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ.
(سورہ زمر آیت نمبر ۳۰)

بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے، اور ان کو بھی مرنا ہے۔

خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِنِّی امْرُؤٌ مَقْبُوْضٌ'' بے شک میں ایک آدمی ہوں میری بھی روح قبض ہوگی نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''فَاِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ'' بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات پا چکے۔

(۱) شرح الزرقانی ص ۲۱۰ ج ۱۲ ملخصاً۔(۲) (ایضاً ص ۲۱۰ / ۲۱۱ ملخصاً۔

جواب:۔امام تقی الدین سبکی نے جواب دیا کہ یہ موت دائمی نہیں، رسول علیہ السلام موت کے بعد زندہ کردیے گئے کیونکہ نبی علیہ السلام کی دوسری زندگی اخروی زندگی ہے، اور یہ زندگی شہدا کی زندگی سے بدرجہا افضل واعلیٰ ہے، نیز یہ زندگی روح کے لیے بغیر کسی اشکال کے ثابت ہے، اور یہ بھی ثابت ہے کہ انبیا کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے نیز روح کا جسم کی طرف لوٹنا جب عام مردوں کے لیے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے تو شہدا اور انبیا کے لیے بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا اس کی واضح دلیل ہے، کیونکہ نماز پڑھنے کے لیے زندہ جسم کی ضرورت ہے۔ نیز حدیث معراج میں انبیا کی جو صفات مذکور ہوئیں وہ سب جسم کی صفات ہیں، اور انبیائے کرام کے حقیقۃً زندہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے لیے کھانا پینا ضروری ہو جیسے وہ دنیا میں کھاتے پیتے تھے، بلکہ ان کا معاملہ بالکل الگ ہے، لہٰذا ان کے لیے حیات حقیقی کے ثبوت سے عقلاً کوئی چیز مانع نہیں، اسی طرح ان کا ادراک مثلاً علم وسماع تو یہ بھی بلاشبہہ ان کے لیے بلکہ عام مردوں کے لیے ثابت ہے۔(۱)

سوال:۔کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بحالت بیداری ان کے جسم کے ساتھ دیکھا؟۔

جواب:۔علامہ امام قرطبی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بظاہر حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ کو حقیقۃً بحالت بیداری دیکھا لہٰذا حضرت موسیٰ اپنی قبر میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں جیسے دنیا میں پڑھتے تھے، اور یہ ممکن بھی ہے کیونکہ نماز پڑھنے کے لیے زندہ جسم کی ضرورت ہے، نیز حدیث اسراء میں انبیا کی جو صفات مذکور ہوئیں وہ سب جسم کی صفات ہیں، نہ کہ روح کی اور انبیائے کرام کے حقیقۃً زندہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کھانے پینے کے محتاج ہوں، جیسے دنیا میں وہ کھاتے پیتے تھے، کیونکہ یہ چیزیں عادی ہیں عقلی نہیں، مثلاً

(۱)شرح الزرقانی ص ۳۶۷/۳۶۹ ج ۷ ملخصاً۔

ملائکہ زندہ ہیں مگر انہیں کھانے پینے کی حاجت نہیں۔(۱)

سوال:۔ حدیثوں میں آیا کہ انبیاے کرام نماز پڑھتے ہیں تو کیا یہ حضرات اس کے مکلّف ہیں؟

جواب:۔ علامہ رملی اپنے فتاویٰ میں اس کا جواب تحریر فرماتے ہیں۔

انبیاے کرام، شہدا اور علما کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے، بلکہ انبیا اور شہدا اپنی اپنی قبروں میں کھاتے پیتے ہیں (اگر چہ وہ اس کے محتاج نہیں۔ جیسے اہل جنت کے لیے کھانا پینا ثابت ہے مگر بطور نعمت ولذت، نہ بطور حاجت وضرورت) نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، نماز و حج کا ثواب پاتے ہیں، اور ان عبادتوں کی ادائیگی میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوتی بلکہ لذت محسوس کرتے ہیں، البتہ ان عبادتوں کے وہ مکلف نہیں کیونکہ تکلیف موت کی وجہ سے منقطع ہو چکی ہے، ہاں یہ اُن کا اعزاز ہے اس سے اُن کے درجات بلند ہوتے ہیں۔(۲)

ڈاکٹر رضوان بن شیخ فضل الرحمٰن مدنی اس جواب میں قدرے اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اہل علم کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضور علیہ السلام کی اقتداء میں انبیا کا نماز پڑھنا تکلیف کا حصہ نہ تھا کیونکہ تکلیف موت کے بعد منقطع ہو جاتی ہے، بلکہ ذکر اور اعمال صالحہ سے لذت حاصل کرنا مقصود تھا، لہٰذا ان باتوں پر ایمان رکھنا مسلمانوں پر واجب ہے کیونکہ یہ تمام باتیں بہت سی احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں نیز یہ حدیثیں متعدد اور معتبر طرق سے مروی ہیں۔(۳)



---

(۱) شرح الزرقانی ص ۳۶۸ ج ۷ ملخصاً۔
(۲) شرح الزرقانی ص ۳۶۹ ج ۷ ملخصاً۔
(۳) ملخص الاسراء والمعراج ص ۱۴ ملخصاً۔

مآخذ

نمبر	کتاب	مصنف	سن وفات
۱	قرآن کریم	....	......
۲	بخاری شریف	امام ابوعبداللہ محمد ابن اسماعیل بخاری	۲۵۶
۳	مسلم شریف	امام ابوالحسن عساکرالدین مسلم ابن حجاج	۲۶۱
۴	مؤطا شریف	امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی	۱۷۹
۵	ترمذی شریف	امام حافظ ابوعیسیٰ محمد ابن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹
۶	ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ قزوینی	۲۷۳
۷	ابوداؤد	امام ابوداؤد ابن سلیمان اشعث سجستانی	۲۷۵
۸	نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد ابن شعیب نسائی	۳۰۳
۹	مسند	امام ابوعبداللہ احمد ابن حنبل شیبانی	۲۴۱
۱۰	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	۴۵۸
۱۱	سنن کبری	// //	//
۱۲	سنن صغیر	// //	//
۱۳	حیات الانبیاء	// //	//
۱۴	دلائل النبوۃ	// //	//
۱۵	البعث والنشور	// //	//
۱۶	دلائل النبوۃ	امام ابونعیم احمد ابن عبداللہ اصفہانی	۴۳۰
۱۷	حلیۃ الاولیاء	// //	//

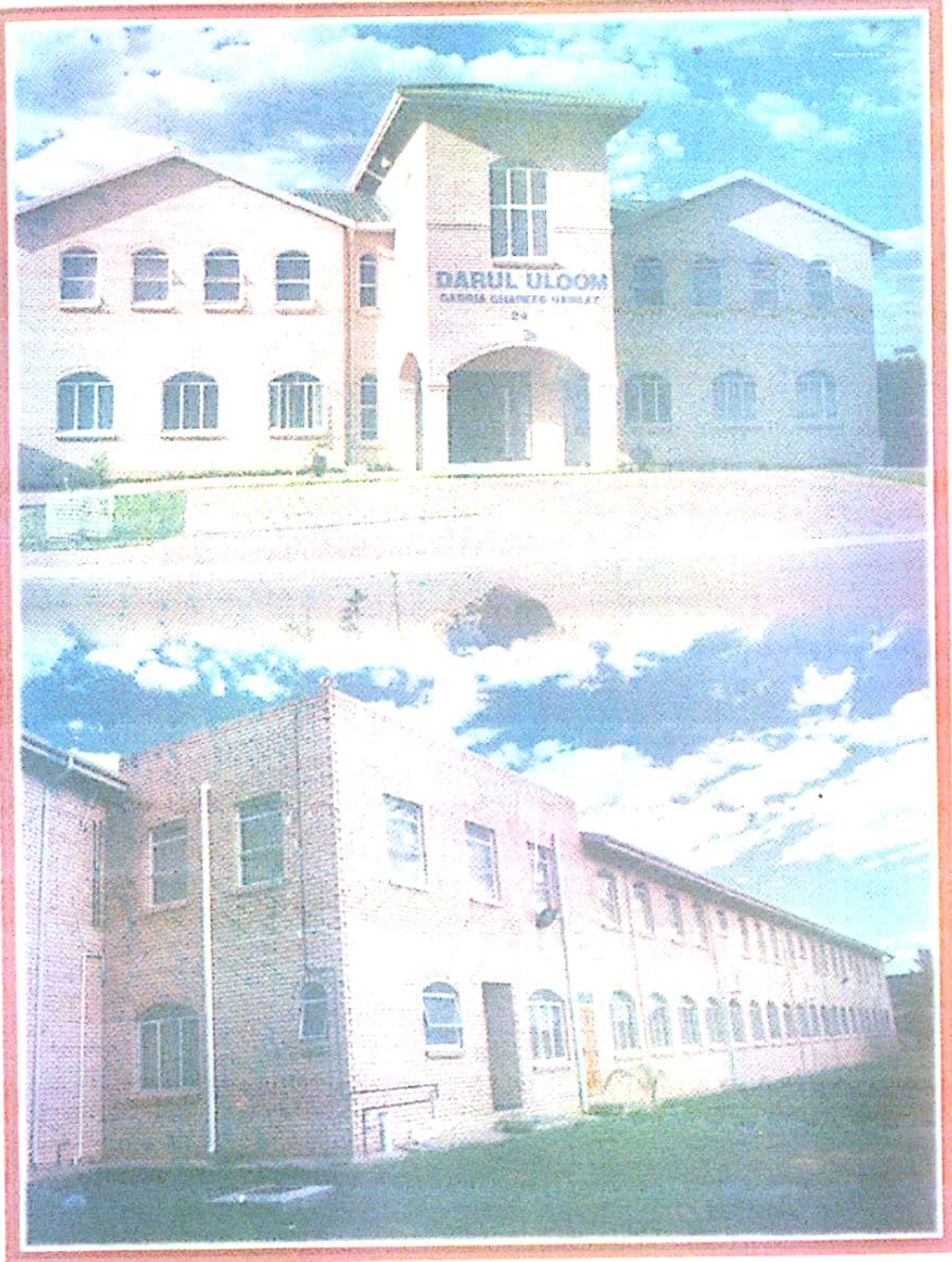
۱۸	صحیح ابن حبان	امام ابوحاتم محمد ابن حبان تیمی	۳۵۴
۱۹	صحیح ابن خزیمہ	امام ابوبکر محمد ابن اسحاق ابن خزیمہ	۳۱۱
۲۰	معجم کبیر	امام ابوالقاسم سلیمان ابن احمد طبرانی	۳۶۰
۲۱	معجم اوسط	// //	//
۲۲	مسند	امام ابویعلی احمد ابن علی موصلی	۳۰۷
۲۳	مستدرک	امام ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ حاکم	۴۰۵
۲۴	الزوائد	امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ ابن احمد ابن حنبل	۲۹۰
۲۵	طبقات	امام ابوعبداللہ محمد ابن سعد زہری	۲۳۰
۲۶	مسند بزار	امام ابوبکر احمد بن عمر بزار	۲۹۲
۲۷	مسند	امام ابوحاتم عبدالرحمٰن ابن محمد رازی	۳۲۷
۲۸	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابوبکر عبداللہ ابن محمد ابن ابی شیبہ	۲۳۵
۲۹	نوادرالاصول	امام ابوعبداللہ محمد ابن علی حکیم ترمذی	۲۵۵
۳۰	سنن	امام سعید ابن منصور خراسانی	۲۲۷
۳۱	ریاض الصالحین	امام ابوزکریا محی الدین یحییٰ ابن شرف نووی	۶۷۶
۳۲	کتاب الاذکار	// //	//
۳۳	شرح مسلم	// //	//
۳۴	المختارۃ	امام ابوعبداللہ ضیاء الدین مقدسی حنبلی	۶۴۳
۳۵	فضائل الاعمال	// //	//
۳۶	المواہب اللدنیہ	امام شہاب الدین احمد ابن محمد قسطلانی	۹۷۲
۳۷	تاریخ دمشق	امام ابوالقاسم علی دمشقی المعروف بابن عساکر	۵۷۱

۳۸	تاریخ اصفہان	امام ابونعیم احمد ابن عبداللہ اصفہانی	۴۳۰
۳۹	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبدالعظیم منذری	۶۵۶
۴۰	الکامل	امام ابواحمد عبداللہ ابن عدی	۳۶۵
۴۱	جامع البیان	امام ابوجعفر محمد ابن جریر طبری	۳۱۰
۴۲	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد ابن عمر تیمی رازی	۶۰۶
۴۳	تفسیر ابن کثیر	امام ابوالفداء عماد الدین اسماعیل ابن کثیر	۷۷۴
۴۴	البدایہ والنہایہ	,, ,, ,,	,,
۴۵	روح المعانی	ابوالفضل شہاب الدین محمود ابن عبداللہ آلوسی	۱۲۷۰
۴۶	سیر اعلام النبلاء	امام شمس الدین محمد ابن احمد ذہبی	۷۴۸
۴۷	فردوس الاخبار	امام شیرویہ ابن شہردار دیلمی	۵۰۹
۴۸	التذکرۃ	امام ابوعبداللہ محمد ابن احمد انصاری قرطبی	۷۴۸
۴۹	الروح	ابن قیم	۷۵۱
۵۰	جلاء الافہام	ابن قیم	۷۵۱
۵۱	مختصر فتاویٰ	ابن تیمیہ	۷۲۸
۵۲	فتح الباری	امام شہاب الدین احمد ابن علی (ابن حجر عسقلانی)	۸۵۲
۵۳	عمدۃ القاری	امام بدر الدین محمود عینی	۸۵۵
۵۴	فتوح البلدان	امام علامہ احمد ابن یحییٰ بلاذری	۲۲۷
۵۵	فیض القدیر	امام عبدالرؤف مناوی شافعی	۱۰۰۳
۵۶	سبل الہدیٰ والرشاد	امام محمد ابن یوسف صالحی شافعی	۹۴۲
۵۷	شرح زرقانی	امام عبدالباقی زرقانی	۱۱۲۲

۵۸	شفاء شریف	علامہ قاضی عیاض ابن موسیٰ مالکی	۵۴۴
۵۹	خصائص کبریٰ	امام جلال الدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر سیوطی	۹۱۱
۶۰	الحاوی للفتاویٰ	// // //	//
۶۱	انباء الاذکیا	// //	
۶۲	فتاویٰ ابن صلاح	امام تقی الدین ابو عمرو عثمان ابن صلاح شافعی	۶۴۳
۶۳	نیل الاوطار	قاضی محمد ابن علی شوکانی	۱۲۵۵
۶۴	شفاء السقام	امام تقی الدین سبکی	۷۵۶
۶۵	الیواقیت والجواھر	امام عبدالوھاب شعرانی	۹۷۳
۶۶	نسیم الریاض	امام شہاب الدین احمد ابن محمد خفاجی	۱۰۶۹
۶۷	السیرۃ الحلبیہ	علامہ علی ابن برھان الدین حلبی	۹۰۰
۶۸	الصلات والبشر	علامہ ابو طاہر محمد ابن یعقوب فیروز آبادی	۸۷۱
۶۹	طبقات الشافعیہ	امام تاج الدین سبکی	۷۷۱
۷۰	الرسائل القشیریہ	امام ابو القاسم عبدالکریم ابن ھوازن قشیری	۴۶۵
۷۱	الجوھر المنظم	علامہ ابن ھجر ھیتمی مکی انصاری	۹۷۴
۷۲	تلخیص النصرۃ	علامہ عبدالملک ابن عبداللہ امام الحرمین جوینی	۴۷۸
۷۳	وفاء الوفا	علامہ نور الدین علی ابن احمد سمہودی	۹۱۱
۷۴	السراج المنیر	علامہ علی ابن احمد عزیزی	۱۰۵۰
۷۵	القول البدیع	امام شمس الدین محمد ابن عبدالرحمٰن سخاوی	۹۰۲
۷۶	الصارم المنکی	شیخ ابو عبداللہ ابن احمد ابن عبدالھادی	۷۴۴
۷۷	ردالمحتار	علامہ ابن عابدین شامی	۱۲۵۲

۷۸	ادلۂ اہلسنت	علامہ یوسف سید ہاشم رفاعی	......
۷۹	شرح حیاۃ النبی للبیہقی	علامہ محمد عباس رضوی	......
۸۰	تعلیقات حیاۃ الانبیا	فرید عبدالعزیز جندی	......
۸۱	ملخص الاسراء والمعراج	ڈاکٹر رضوان ابن فضل الرحمٰن مدنی	......
۸۲	زھرالربی شرح سنن نسائی	امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی	۹۱۱
۸۳	المحلی بالآثار	شیخ ابومحمد علی ابن احمد بن سعید ابن حزم ظاہری	۴۵۶





ساؤتھ افریقہ کی عظیم دینی دانشگاہ ''دار العلوم قادریہ غریب نواز'' کی عمارت کا دلکش منظر، جس میں تمام پڑوسی افریقی ممالک کے طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ حفظ وقراءت، عالمیت، فضیلت کی مکمل تعلیم، جدید سہولتوں سے آراستہ ہاسٹل، خورد ونوش، دوا علاج کا معقول بندوبست ہے۔

DARUL ULOOM QADIRIA GHAREEB NAWAZ

P.O. BOX 3727 LADY SMITH 3370 K.Z. NATAL R. SOUTH AFRICA
TEL. 0027, 36, 6357863 FAX: 0027, 36, 6378633
CELL: 0027, 835778692